B163/C/30/1

FEBRUARY 7, 1983

نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو — کہ قرآن میں آیا ہے لا تقنطوا

EDITOR Sohail Akhtar

THE MESSENGER
FORTNIGHTLY NEWSPAPER

پندرہ روزہ
پیغامبر
اسکاربرو (کینیڈا)
مدیر: سہیل اختر

PERSONNEL
Phone: 416-282-6871

100 CARONIA SQUARE, SCARBOROUGH, ONTARIO, CANADA M1B 2Z8

REPRESENTATIVE
F. J. Kowalski,
Phone: 416-922-5268

مجھے زیادہ عرصہ اقتدار پر رہنا ہوا تو عوام کی رائے لی جائیگی" جنرل ضیاء

پاکستان اور روس ہی دنیا میں دو نظریاتی مملکتیں ہیں

لندن — خصوصی نامہ نگار

[illegible]

حکمران اسلام کا نام لیتے ہیں عمل اسکے برعکس ہوتا ہے۔ پروفیسر غفور

ہم منافقت کے بدترین دور سے گزر رہے ہیں تحریک کے کارکن آخرت میں جوابدہی کا احساس بیدار کریں

کراچی — کالعدم جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر پروفیسر غفور احمد نے کہا ہے کہ ہم اس وقت بدترین منافقت کے دور سے گزر رہے ہیں۔ [illegible]

سیاسی نہیں صنعتی فارمولا

[illegible]

انتقال پر ملال

پندرہ روزہ اخبار "گلرنگ" کی مدیرہ محترمہ ناہید سعید کی والدہ محترمہ سیدہ شاہ طویل علالت کے بعد ۷۱ سال کی عمر میں رحلت کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ (ادارہ)

پاکستان عوام نے بنایا تھا، عوامی قوت ہی اسے برقرار رکھ سکتی ہے

ملک کا دفاع اسلحے کے انبار نہیں، جمہوریت کی بحالی سے ہوسکتا ہے۔ الطاف گوہر

انٹرویو: مجیب الرحمٰن شامی

سوال: الطاف صاحب، آپ ایک ذی علم شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے پاکستانی بھی ہیں جنہوں نے یہاں اقتدار میں بھی شرکت کی ہے اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کی ہیں۔ [illegible]

تیسری دنیا کا المیہ ہے۔ میں ایک بار چین میں کسی تقریب کے سلسلے میں گیا تھا۔ وہاں تقریر کے دوران میں نے کہا کہ تیسری دنیا کے ۸۰ ممالک ایسے ہیں [illegible]

ایک اور پہلو سے دیکھئے تو صورت حال کی سنگینی بڑھ جاتی ہے۔ وہ یہ کہ ہمارے اندر جمہوری نظام کو چلانے اور برقرار رکھنے کی توانائی موجود ہے [illegible] ہے کہ ہم جمہوریت کے نا اہل ہیں۔ لوگ پاکستان کو باشعور اور سیاسی طور پر دانا ممالک میں شمار [illegible]

(باقی صفحہ نمبر پر)

ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان

اسلامی معاشرہ امیر کو امیر اور غریب کو غریب بنانے کی حوصلہ افزائی نہیں کرسکتا۔ اصغر خان

اصغر خان کی کتاب "دی جنرلز ان پالیٹکس" سے چند اقتباسات

نئی دہلی — کالعدم تحریک استقلال کے سربراہ ایئر مارشل اصغر خان نے کہا ہے کہ جس معاشرے میں ایک امیر آدمی کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ اور زیادہ امیر بن جائے [illegible]

[illegible]

(باقی صفحہ نمبر پر)

راولپنڈی میں کاروباری زندگی معطل ہو کر رہ گئی!

شام دکانیں بند کرنے کے حکم سے تاجروں اور صارفین کے لئے معاشی مسئلہ پیدا ہوگیا

راولپنڈی — وفاقی کابینہ کے اس فیصلے کے بعد کہ تمام دکانیں اور کاروباری ادارے ساڑھے پانچ بجے شام بند کر دیئے جائیں، راولپنڈی میں کاروباری زندگی معطل ہو کر رہ گئی ہے۔ اس فیصلے سے صارفین اور دکانداروں کے لئے ایک قسم کا معاشی مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔ [illegible]

اصغر خان کے لئے دلی خان کی طرف سے رنگین پھول

پشاور — [illegible]

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے، لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

Income Tax

انکم ٹیکس سروس

ACCOUNTING SERVICES

انکم ٹیکس کے سلسلہ میں تمام کام انتہائی معقول معاوضہ پر کیا جاتا ہے۔

آج ہی علی دیوجی کو فون کیجئے

INCOME TAX SERVICE
HAVE YOUR RETURNS PREPARED ACCURATELY, EXPERTLY, ECONOMICALLY. TAKE ADVANTAGE OF ALL YOUR DEDUCTIONS, OUR PROFESSIONAL KNOWLEDGE AND LOW RATES.

WE ARE AVAILABLE YEAR-ROUND TO PROVIDE REGULAR ACCOUNTING SERVICE. WE ALSO PROVIDE AMORTIZATION SCHEDULES.

TELEPHONE MR. ALI DEVJEE AT 226-5551 BETWEEN 8:30 -5:00.

EXECUTIVE MANAGEMENT CONSULTANTS
4967 YONGE STREET
WILLOWDALE, ONTRRIO

MULTICULTURALISM

Together
we can get it right.

موسیقی کا سیکھنا،
جیسے کہ کسی نئے ملک میں قدم رکھنا،
کچھ آسان نہیں۔
اس کے لئے ہوتا ہے درکار وقت
اور کوششیں بے شمار۔
غلطیاں ہوتی ہی ہیں،
ہر کامیابی سے پہلے۔
حُسنِ ترتیب اور ہم آہنگی سے رہنا
کوئی فرق تو نہیں، کیونکہ
ادراک و فہم، موسیقی کی طرح،
رفتہ رفتہ آتی ہے سمجھنے کے بعد

اتفاق سے اتحاد سے
ہم اسے اپنائینگے۔

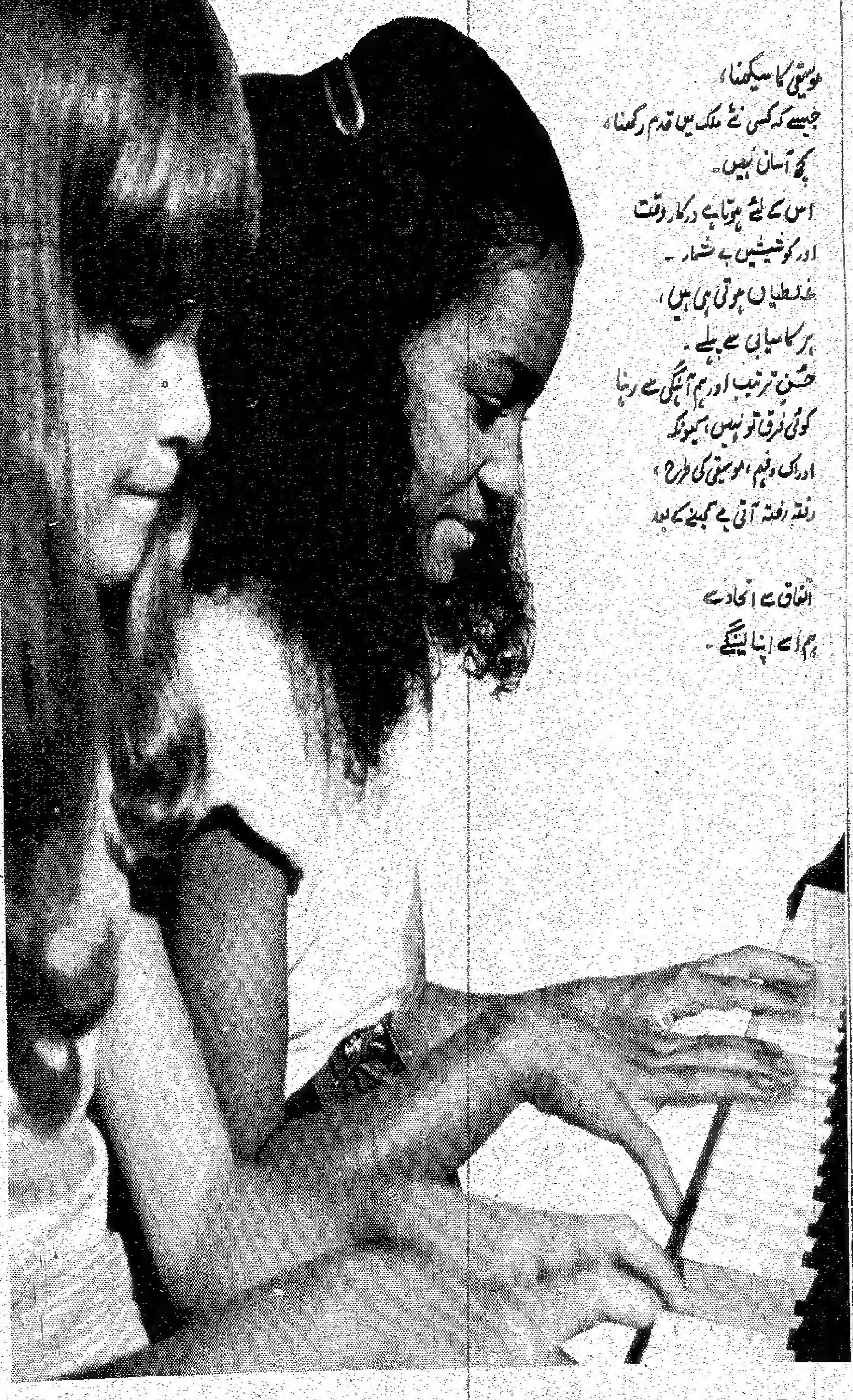

Multiculturalism Canada | Multiculturalisme Canada

Canada

ذہن کی آزمائش

۱۔ کس پیغمبر کو اللہ تعالٰے نے سو سال کے لئے مردہ کر کے پھر زندہ کر دیا تھا؟

۲۔ مرحبا سیدی مکی مدنی العربی ..... کس کی مشہور نعت ہے؟

۳۔ بتایئے ریاضی کو سائنس کی کنجی کس نے کہا تھا؟

۴۔ ۱۹۷۱ء میں امریکہ میں دنیا کی طویل ترین فلم آٹھ گھنٹے ۵۰ منٹ تک دکھائی گئی۔ کیا آپ اس فلم کا نام بتا سکتے ہیں؟

۵۔ بتایئے قائد اعظم نے پہلی مرتبہ جناح کیپ کس شہر میں پہنی تھی؟

۶۔ کارٹوگرافی کس علم کے مطالعے کو کہتے ہیں؟

۷۔ ۲۵ شعبان ۱۳۶ھ کو ابو جعفر المنصور کے ہاتھوں وہ شخص قتل ہوا جو چھ لاکھ انسانوں کا قاتل تھا۔ اس کا نام بتایئے؟

۸۔ لینن گراڈ، اسٹاک ہوم، کوپن ہیگن اور ہلسنکی مشہور بندرگاہیں کس سمندر پر ہیں؟

۹۔ سب سے پہلے کس نے کہا تھا کہ ہوا کسی طرح بھی صفر نہیں ہو سکتی۔

۱۰۔ گپت بادشاہوں کے زمانے میں ایک مشہور چینی سیاح برصغیر آیا تھا۔ اس کا نام بتا دیجئے؟

۱۱۔ کس کھیل کے بارے میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ ابتدائی چار چالیں ۲۷ لاکھ طریقوں سے چلی جا سکتی ہیں۔ اور جن سے ۷۲ ہزار مختلف پوزیشن ترتیب پا سکتی ہیں؟

۱۲۔ اس امریکی صدر کا نام بتایئے جس نے اپنا حلف اپنے باپ کے سامنے پڑھا تھا؟

۱۳۔ بتایئے افغانستان کے قومی ترانے کو وہاں کے کس مشہور شاعر نے لکھا؟

۱۴۔ مرزا غالب کے بھائی کا نام بتایئے جو دماغی توازن کھو بیٹھے تھے؟

۱۵۔ دنیا کا سب سے بڑا ایٹمی بجلی گھر کہاں ہے؟

۱۶۔ بتایئے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کا انتخاب سلامتی کونسل کرتی ہے یا جنرل اسمبلی؟

۱۷۔ فاطمیوں کے بانی عبید اللہ المہدی کا اصل نام کیا تھا؟

۱۸۔ بر اعظم امریکہ کے واحد ملک کا نام بتایئے جہاں فرنچ سرکاری زبان ہے؟

۱۹۔ امیر البحر نیلسن ٹرینلگر کی جنگ میں زخمی ہو کر مر گیا۔ بتایئے اس کے آخری الفاظ کیا تھے؟

۲۰۔ کس سیارے کے کرۂ ہوائی میں صرف کاربن ڈائی آکسائیڈ ہے؟

۲۱۔ یورپ کی بلند ترین چوٹی مونٹ بلانک کس ملک میں ہے؟

۲۲۔ صفر درجہ فارن ہائیٹ کتنے درجے سینٹی گریڈ کے برابر ہوتا ہے؟

۲۳۔ بتایئے لفظ میمونہ کے کیا معنی ہیں؟

۲۴۔ پاکستان کے واحد کرکٹر کا نام بتایئے جو انڈیا کی طرف سے پاکستان کے خلاف بھی کھیلے تھے؟

جوابات

(۱) حضرت عزیر علیہ السلام جن کو یہودی ابن اللہ کہتے ہیں (۲) قدسی (۳) راجر بیکن (۴) دی ایڈمن کرٹیلین (۵) کوئٹہ (۶) نقشوں کے مطالعہ کو (۷) ابو مسلم خراسانی (۸) بحیرہ بالٹک (۹) لیونارڈو ڈاونسی (۱۰) فاہیان (۱۱) شطرنج (۱۲) کیلون کولج (۱۳) افغانستان کے ترانے میں الفاظ نہیں ہیں صرف موسیقی ہے (۱۴) یوسف (۱۵) ادنسٹریو، کینیڈا جس کی گنجائش ۱۶۰۰ میگاواٹ ہے (۱۶) جنرل اسمبلی (۱۷) سعید بن حسین (۱۸) ہیٹی (۱۹) شکر خدا کا میں نے اپنا فرض پورا کر دیا (۲۰) زہرہ (۲۱) چوٹی اٹلی میں ہے۔ البتہ پورا پہاڑ اٹلی، فرانس اور سوئٹزرلینڈ میں مشترکہ طور پر ہے (۲۲) ۱۷.۸- (۲۳) فولاد (۲۴) گل محمد

جو لوگ دنیا کو مقصود سمجھ کر اس کے کمانے میں مشغول ہو جاتے ہیں وہ سدا پریشان رہتے ہیں کیونکہ ان کی طلب ختم نہیں ہوتی اور ان کی فکر بھی ختم نہیں ہوتی ان کی آرزو کبھی پوری نہیں ہو سکتی ان کی حرص کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ (اسلام)

سچی باتیں

فتح پور (دہلی) کے مولوی حاجی حکیم ظہور الاسلام کو گزرے ہوئے کچھ ایسا زمانہ نہیں ہوا ابھی مورخ کے کیمروں (دیکھنے والے) موجود ہوں گے مدرسہ کے اجلاس کے موقع پر ان سطور کے راقم کو بھی ان کی زیارت نصیب ہوئی تھی بڑے صاحب علم ہونے کے ساتھ بڑے صاحب دل بھی تھے اور تقویٰ اور خوف خدا کے ایک پیکر مجسم مشہور تھا ایک بار ہیضہ پھیلا اور لوگ چٹ پٹ ہو کر ختم ہو گئے مدرسہ کے متعلق ایک دار الاقامہ بھی تھا اس کا ایک غریب پردیسی لڑکا دو دن بیمار رہا، دیکھتے دیکھتے والا بھی مبتلا ہوا اور حضرت مولانا کو جب اس کی خبر ہوئی بے قرار ہو گئے ہسپتال بھجوانے کے بجائے خود جا کر مریض کو چٹ اپنے گھر اٹھا لائے ... ہیضہ کا مریض اور وہ بھی کوئی اپنا عزیز نہیں اسے اپنے گھر اٹھا لانا کوئی معمولی بات نہ تھی! موت و ہلاکت کو اپنے ہاں دعوت دینا تھی! اور اب خدمت و تیمار داری مولانا نے خود شروع کر دی ہیضہ کے مریض کی جو گندگی ہوا کرتی ہے ان سب کو تصور میں لے آئیے اور پھر یہ سوچیے کہ مولانا خود اپنے ہاتھ سے اسے دور کر رہے ہیں اور ایک ایک خدمت اس کی کرنے جاتے ہیں یا گھر والے اپنے موقع پر ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور اچھے اچھے دوست منہ پھیر جاتے ہیں یہ نمونہ کیا بشر کے تھے کوئی فرشتہ تھے؟

مریض کی حالت بگڑتی گئی بگڑتی گئی ادھر مولانا کی گریہ وزاری بھی ... لگی ... اور دعائیں لیے رب ... اور زندگی و موت دونوں کے خالق ہے

[illegible]

ایک مخلصانہ مشورہ

کچھ عرصے سے موجودہ نئے سیاسی ڈھانچے کا مسئلہ قومی سطح پر زیر بحث بنا ہوا ہے۔ اس مسئلے پر حکومت کا اپنا موقف ہے سیاسی رہنماؤں، دانشوروں اور آئینی ماہرین کی رائے مختلف ہے۔ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ ۱۹۷۳ء کا آئین منسوخ ہو چکا ہے، اور کچھ سیاستدان اسے معطل سمجھتے ہیں۔ گزشتہ دنوں جنرل ضیاء الحق نے ... ایک انٹرویو میں ۱۹۷۳ء کے آئین کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ کسی قانونی ترمیم ورزی کی خواہش میں ہرگز نہیں تاہم جو نیا سیاسی ڈھانچہ وہ ... کو نافذ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ نہ صرف اسلامی ہوگا بلکہ اس آئین کے مطابق بھی ہوگا۔

۱۹۷۳ء کے آئین کے بارے میں تمام سیاسی رہنماؤں اور آئینی ماہرین کی متفقہ رائے ہے کہ وہ عین اسلامی ہے۔ جس میں تمام آئینی، قانونی اور دیگر امور کے علاوہ وفاقی اور صوبائی مسائل سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ اگر موجودہ حالات میں آئینی امور اور نئے سیاسی ڈھانچے کا مسئلہ چھیڑا گیا تو ملکی استحکام اور وفاق کو خطرے میں پڑنے کا شدید اندیشہ ہے۔ آئین کے بارے میں سیاستدانوں کا یہ موقف بھی کافی وزنی ہے کہ آئین میں کسی نوعیت کی تبدیلی، ترمیم یا اضافے کا حق صرف منتخب پارلیمنٹ ہی کو حاصل ہے۔

گزشتہ دنوں لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کی ایگزیکٹو کمیٹی نے بھی ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا ہے کہ ۱۹۷۳ء کا آئین بلا تاخیر بحال کیا جائے۔ اور اسی آئین کے تحت غیر جماعتی انتخابات کرائے جائیں۔ عدالتوں کے اختیارات بحال کیے جائیں۔ ... ٹریبونلز ... ختم کیے جائیں ... عدالتوں کے ... کو کالعدم قرار دیا جائے۔

[illegible]

[illegible]

Income Ta
HAVE YOUR
TAKE ADVAN
LEDGE AND
WE ARE AVA
SERVICE.WE
TELEPHONE
MULTICULTURALISM

بقیہ: الطاف گوہر

الطاف گوہر کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ پاکستانی سیاسیات کا ہر طالب علم انہیں جانتا ہے۔ سرکاری افسر تھے تو اقتدار کی تازگی فرعونوں تک پہنچے۔ ایوب خان کے عہد میں کہنے والے انہیں 'عہد ساز' کہتے رہے، سمجھنے والے خدا معلوم کیا کیا سمجھتے رہے۔ اور انہوں کی تو تحریریں ہی چھوڑ دیں۔ ایوب خان کا سورج غروب ہوا تو ان کے اختیار کو بھی زوال نے چھو لیا۔ بھٹو صاحب کا دور آیا تو الطاف گوہر "ڈان" کے چیف ایڈیٹر بن کر انگلیاں فگار کرنے پر تل گئے۔ چنانچہ جیل کے دروازے ان پر کھلے۔ طویل مدت قید و بند میں مبتلا رہے، پھر بزنس کے کوچے میں نکل گئے۔ اور آج کل پھر بڑی شان سے ایڈیٹر ہیں۔ لندن میں صدر دفتر ہے۔ تیسری دنیا کے مسائل پر سوچتے، لکھتے اور بولتے ہیں۔ سہ ماہی "تھرڈ ورلڈ" اور ماہوار "ساؤتھ" ان کے جوہر ہیں۔ قلب کے دھنی ہیں اور الفاظ کے غنی۔ پہلے سوچتے ہیں، پھر تولتے ہیں، پھر بولتے ہیں۔ دانش ان کی باندی، اور علم خانہ زاد ہے۔ تجربہ بے کراں، اور مشاہدہ بے شمار ہے۔ ان سے اتفاق کریں یا اختلاف، دلیل کے بغیر کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مخاطب کی بات پوری طرح سنتے اور اپنی بات پوری طرح سناتے ہیں۔ گذشتہ دنوں لاہور آئے، تو ایک دن برادر محترم صلاح الدین کے ساتھ ان سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے دن باقاعدہ تبادلہ خیال کے لئے ان کے پاس پہنچا۔ یہی گفتگو اب نذر قارئین ہے۔ موضوع زیادہ تر آج کے مسائل رہے، ماضی کے حوالے سے بات کم ہی ہو سکی کہ وہ حال اور مستقبل کی طرف دیکھنے پر زیادہ زور دیتے رہے۔ دیکھئے اب آج اور کل کو ان کی آنکھ سے، اور سنئے ان کی زبان سے!

کرتے ہیں۔ ہماری تحریک آزادی خود اس کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ ووٹ کے ذریعے اپنی منزل حاصل کرنے اور آزادی پا لینے کی مثالیں بہت کم ہیں۔ ہم نے ایک سیاسی تنظیم کے پرچم تلے سیاسی عمل کے ذریعے اپنا ملک قائم کیا، اور یہ دنیا بھر میں ہمارے لئے خاص تحسین کا باعث ہے۔ اس لئے جب ہمارے ہاں سیاسی عمل میں رکاوٹ پڑتی ہے تو اس کے اسباب اپنے ہیں۔

س: بنیادی نکتہ کہاں اور کس مقام پر تلاش کیا جا سکتا ہے؟

خ: بنیادی نکتہ تو یہی ہے کہ عوام جمہور نے اپنا ملک بنایا تھا، ملک بننے کے بعد ان پر اعتماد نہیں کیا گیا۔ اس بے اعتمادی بلکہ بداعتمادی کے مجرم بہت سے ہیں۔ سب سے پہلے تو ان حضرات کو دیکھئے جو پہلی دستور ساز اسمبلی کے ارکان تھے۔ انہیں ایک سال، دو سال اپنے کام میں لگا کر پھر انتخابات کرا دینے چاہئیں تھے لیکن یہ سات سال تک بیٹھے رہے۔ نہ اپنے ذمہ لگا ہوا کام کیا اور نہ ہی راستہ چھوڑا۔ اگر ۱۹۵۲ء میں پنجاب اور سرحد وغیرہ میں انتخابات ہو سکتے تھے اور ۱۹۵۴ء میں مشرقی پاکستان میں انتخابات ہو سکتے تھے، تو مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں کیا رکاوٹ تھی؟ اس کے راستے میں کیوں روڑے اٹکائے گئے۔ چنانچہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آزادی کے بعد جو ہمارے سیاسی رہنما تھے انہوں نے عوام کے اس حق کو تسلیم نہ کیا۔ اس کے بعد بیوروکریسی کو دیکھئے کہ اس نے اقتدار میں شرکت کر لی۔

ایوب خان صاحب آئے تو بنیادی جمہوریتوں کا نظام لایا لیکن اس نظام میں بھی حقیقی اختیار افسروں کے پاس رہا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ڈپٹی کمشنر اور ایس پی وغیرہ ضلعی سطح پر عوامی نمائندوں کے نیچے ہوتے لیکن وہ اوپر رہے اور یوں اس نظام میں وہ سکت اور قوت پیدا نہ ہو سکی جو ہونی چاہیے تھی۔ یہ بھی سرکاری افسران کا پروردہ ہی ہو کر رہ گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سامنے ہے۔ اب تو دنیا ہی دوسری ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے مسائل عوام پر اعتماد کرنے ہی سے حل ہوں گے۔ جب تک ایسا نہیں ہو گا ہمیں مشکلات ہی درپیش رہیں گی۔

س: کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آج فی الفور انتخابات کرا دینے چاہئیں؟

خ: جی، اس کے علاوہ مجھے تو کوئی اور راستہ نظر نہیں آتا۔ عوام نے یہ ملک بنایا ہے ان کی قوت ہی اسے برقرار رکھ سکتی ہے۔ ان کو شرکت کا احساس نہیں ہو گا تو معاملہ آگے کیسے چلے گا؟

س: لیکن یہ بھی تو کہا جاتا ہے کہ ہماری سرحدوں پر خطرات بہت بڑھ گئے ہیں، اس لئے ملک انتخابی عمل کا متحمل نہیں ہو سکتا؟

خ: کہنے کو تو بہت کچھ کہا جا سکتا ہے، لیکن میرے خیال میں گذشتہ چند سالوں کے دوران جس قدر شدید خطروں میں ایران گھرا ہوا ہے، ہماری سرحدوں پر اس قدر شدید خطرہ کم ہو رہا ہے۔ آپ تو آج جنگ کے خطرے کی بات کرتے ہیں، ایران جنگ میں گھرا ہوا ہے، اس سے دوچار ہے۔ اس کے باوجود وہاں انتخاب ہوتے ہیں۔ اور سیاسی عمل جاری ہے۔

جنگ کا خطرہ اگر ہے تو اس کا سامنا کرنے کے لئے حکومت اور عوام میں اخوت اور تعلق کے مضبوط رشتے کی ضرورت ہے۔ یہ تو کوئی منطق نہیں کہ خطرہ موجود ہے اس لئے عوام کو اظہار کی اجازت نہ دی جائے۔ خطرہ اگر ہے تو پھر تو یہ ہونا چاہیے کہ عوام کو فیصلہ کرنے اور معاملات طے کرنے کے عمل میں شریک کیا جائے۔ یاد رکھئے فوجوں کی (ریگولر، سٹینڈنگ اور مزدوری فوجیں) لڑتی ہیں، نہ اسلحے کے انبار لڑتے ہیں، نہ ایٹم بم اور نہ کوئی اور ہتھیار۔ قومیں اپنی لڑائی آپ لڑا کرتی ہیں۔ جن لڑائیوں اور جن معرکوں میں شریک نہ ہوں ان کے انجام کے بارے میں خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں۔ ویت نام کو دیکھ لیجئے اور اب ایران کی مثال سامنے رکھ لیجئے۔ قوموں کے بیدار جذبوں اور بے تاب امنگوں نے اسلحے کو شکست دی ہے اور کس قدر عبرتناک شکست دی ہے۔ تنہا فوج اگر کسی کو بچا سکتی تو دنیا کے بہت کم ممالک آزادی حاصل کر پاتے کہ ہر سامراجی طاقت کے پاس فوج تو بہت طاقتور اور منظم تھی۔

س: اس مرحلے پر اگر میں آپ سے یہ پوچھوں تو بے جا نہ ہو گا۔ کہ کیا پاکستان کو ایٹم بم بنانا چاہیے؟

خ: پاکستان کا یہ موقف تو ہے ہی نہیں کہ اسے ایٹم بم بنانا چاہیے۔ پاکستان تو ایٹمی توانائی کا حصول چاہتا ہے برائے امن مقاصد کے لئے، اپنی ترقی کے لئے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جن تنصیبات کے ذریعے آپ ایٹمی توانائی حاصل کرتے ہیں، انہی کے ذریعے ایٹم بم بھی بنا سکتے ہیں۔ ایٹم بم اگر بنا بھی لیا جائے تو اسے استعمال تو نہیں کیا جا سکے گا۔ اس لئے عوام کی تعلیم، محنت اور ان کا معیار زندگی بڑھایا جائے تو وہی مقاصد حاصل ہو سکیں گے جو کسی بھی فولادی حکمت عملی سے حاصل کرنے مقصود بتائے جاتے ہیں۔

س: ایٹم بم ایک "ڈیٹرنٹ" کے طور پر ہمارے دفاع کا فریضہ تو انجام دے سکتا ہے؟

خ: یہ ڈیٹرنٹ کا نظریہ بھی خوب ہے اسے نفسیاتی معاملہ ہی کہا جا سکتا ہے، اور جہاں تک نفسیات کا تعلق ہے اسے بھی پیدا کیا جاتا ہے۔ جس طرح میک اپ کا سامان بنانے والے ادارے اپنے اشتہارات اور دوسرے ذرائع سے ایک خاص نفسیاتی فضا پیدا کرتے ہیں اور عورتوں کو ورغلا کر غازے کے استعمال پر آمادہ کرتے ہیں اسی طرح اسلحہ بنانے والے اپنے اسلحے کے لئے مارکیٹ پیدا کرتے ہیں۔ اسلحے کے انباروں سے آخر حاصل کیا ہو سکتا ہے؟ آپ ایک چیز حاصل کریں گے، آپ کا حریف اس کے توڑ کی فکر کرے گا۔ وہ توڑ لے گا تو پھر آپ اس کے توڑ کی فکر کریں گے۔ اس طرح توڑ در توڑ کا سلسلہ چلتا رہتا ہے، حتیٰ کہ معیشت کی کمر توڑ کر رکھ دیتا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں کہیں بھی دفاع پر تعلیم اور صحت سے زیادہ خرچ نہیں کیا جاتا۔ لیکن ترقی پذیر دنیا میں اسلحہ حاصل کرنے پر بجٹ کا بڑا حصہ صرف کر دیا جاتا ہے۔ تعلیم اور صحت کے لئے اس کے مقابلے میں بہت کم بچتا ہے۔ آخر یہ کہاں کی دانشمندی ہے۔ تمام متعلقہ فریقین کو اس صورت حال پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے۔ ایک دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ کئی سالوں کے دوران یعنی مختلف ممالک کی آزادی کے بعد جو سرحدی جھگڑے اٹھے، جنگوں اور جھڑپوں نے ان میں کچھ بھی کمی نہیں کی بلکہ ان میں اضافہ ہی کر دیا ہے۔

اسلحے کے انبار لگاتے چلے جانا، دراصل ترقی یافتہ ملکوں کا شکار ہوتے چلے جانا ہے۔ جو کچھ وہ ایک ہاتھ سے دیتے ہیں، دوسرے ہاتھ سے مع سود در سود وصول کر لیتے ہیں۔ اور تو اور عربوں کی تیل کی کمائی آپ دیکھیں کہ کہاں جا رہی ہے؟ جو ڈالر حاصل کئے جاتے ہیں وہ اسلحہ کی خرید میں اڑ جاتے ہیں اور اسلحہ بھی ایسا کہ نہ اس کے چلانے کی تربیت کسی کو ہوتی ہے، نہ فالتو پرزے دستیاب ہوتے ہیں۔ اکثر جب لڑائی ہوتی ہے تو چند دنوں کے اندر اندر یہ حال ہوتا ہے کہ دونوں فریق دوڑ لگا دیتے ہیں نیویارک کی طرف۔ جنگ بندی کے لئے اقوام متحدہ کی خدمات حاصل کرنے کے لئے۔

اعداد و شمار کے مطابق کسی بھی ترقی پذیر ملک کے پاس جو اسلحہ ہے اس کے حوالے سے اس میں ۳۰ دن سے زیادہ لڑنے کی سکت نہیں ہے۔ ان تیس دن کی لڑائی کے لئے سب وسائل ہیں کہ کھپاتے چلے جا رہے ہیں۔ شام کو روسی اسلحے سے کیا مل گیا، اور کسی اور ملک کے لئے امریکی اسلحے نے کیا کام کیا؟ ان باتوں پر غور تو کرنا چاہیے۔

س: اسلحے کا حصول اپنے دفاع کے لئے ہوتا ہے، جب کسی ایک ملک کا کوئی مخالف فریق یہ دوڑ لگائے چلا جائے تو پھر دوسرا ملک بھی مجبور ہو جاتا ہے۔

خ: میں کسی ایک ملک کا دفاع نہیں کر رہا، نہ ہی کسی ایک ملک کو مورد الزام ٹھہرا رہا ہوں، میں تو حقائق آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، ایسے حقائق جو چیخ چیخ کر ہم سب کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ ہر ملک کے رہنے والوں کو ان کی آواز سننی چاہیے۔

س: کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان کی سالمیت حقیقی خطرات سے دوچار ہے، اور افغانستان کے واقعات نے ہمارے لئے بے حد مشکلات پیدا کر دی ہیں۔

خ: افغانستان کے واقعات اور روسی فوجوں کے وہاں داخلے کو میں افغانستان کے اندرونی حالات کے علاوہ ایران کے پس منظر میں بھی دیکھتا ہوں۔ وہاں حالات ایسے تھے اور امریکہ کے حملے کا خطرہ اس قدر تھا کہ یہ بھی ایک سبب بنا روسی فوجوں کی افغانستان میں آمد کا۔ امریکہ کے ایران پر حملے کا معاملہ اب ایک مفروضہ بھی نہیں ہے۔ بہت سی تفصیلات منظر عام پر آ چکی ہیں، یہ خواہش وہاں کہ دیکھی لیتا رہا ہے۔ روسی فوجیں افغانستان میں آ گئی ہیں تو اس حقیقت کو بھی تجزیہ کرتے ہوئے مد نظر رکھنا چاہیے۔ جہاں تک اس سے پاکستان کی سالمیت کو لاحق خطرات کا تعلق ہے، یہ پاکستان پر منحصر ہے کہ وہ خطرات کو کس حد تک آواز دیتا اور اپنے سر پر مسلط کرتا ہے۔

اس دنیا میں ہر معاملہ اصول کی بنیاد پر نہ تو چل رہا ہے، نہ طے کیا جا رہا ہے۔ نہ امریکہ کسی ضابطہ اخلاق کا پابند ہے، نہ کوئی دوسری عالمی طاقت، اس لئے اگر ہم افغانستان کا معاملہ اصولوں کے حوالے سے رائے قائم کریں تو وہ اپنی جگہ قابل تحسین ہے، لیکن ہمیں یہ بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ روس ایک عالمی طاقت ہے اور ہمارے سر پر موجود ہے، ہم اس سے لڑائی کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکتے، اس لئے ہمارے اپنے مفاد کا تقاضہ ہے کہ معاملہ افہام و تفہیم سے طے ہو، اور روس کو نیچا دکھانے کے بجائے اس سے معاملہ کرنے کے جذبے سے قدم آگے بڑھایا جائے۔

س: کیا ہماری خارجہ پالیسی اس سلسلے میں محتاط اور چوکس نہیں ہے؟

خ: یہ فیصلہ آپ خود کر لیجئے۔ میرے خیال میں تو افغانستان کی بدلی ہوئی صورت حال میں ہمارے لئے موقع تھا اور ہے کہ ہم افغانستان سے اپنے سرحدی تنازعات طے کر لیں۔ جب ہندوستان اور چین کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی ایوب خان پر امریکہ نے بہت دباؤ ڈالا کہ وہ ہندوستان کا ساتھ دیں، لیکن ایوب خان نے کہا اس وقت میرے لئے یہی مناسب ہے کہ میں چین کے ساتھ سرحدی تنازعات طے کر لوں، چنانچہ انہوں نے اس وقت چین سے اپنے معاملات طے کر لئے اور دونوں ملک دوستی کے رشتے میں بندھ گئے۔

س: کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایوب خان زندہ ہوتے تو فوراً افغانستان کے ساتھ پاکستان کا سرحدی تنازعہ طے کر لیتے؟

خ: میرا یہی خیال ہے۔ ایوب خان زندہ ہوتے تو یہی راستہ اختیار کرتے۔

س: جس طرح آپ کو اس معاملے میں ایوب خان کی مثال یاد آئی ہے، ہماری قومی زندگی کے کسی دوسرے اہم موڑ پر بھی وہ آپ کو یاد آتے، کہ اگر وہ ہوتے تو یوں ہو جاتا یا یوں نہ ہوتا؟

خ: نہیں مجھے کبھی ایسا خیال نہیں گذرا، اب بھی اس طرف آپ نے توجہ دلائی ہے تو میرا دھیان گیا ہے۔ دراصل بات افراد سے زیادہ اداروں کی ہے اور سسٹم کی ہے۔ سسٹم درست ہو تو کمزور فیصلے بھی زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

س: آپ کی باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ببرک کارمل کی حکومت کو تسلیم کرنے کے حق میں ہیں، جب کہ ---؟

خ: ببرک کارمل کی حکومت کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جنیوا میں بھی تو مذاکرات ہو رہے ہیں، بالواسطہ ہی سہی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم جان لیں کہ ہمیں روس سے معاملہ کرنا ہے اور روس ہمارا ہمسایہ بھی ہے اور بہت بڑی طاقت بھی۔

س: الطاف صاحب! آپ کبھی مڑ کر اپنی زندگی کو دیکھتے ہیں تو کوئی ایسی غلطی بھی آپ کو نظر آتی ہے جس کا ارتکاب نہ ہوتا تو بہتر ہوتا؟

خ: میں اگر سرکاری ملازمت میں نہ جاتا تو بہت بہتر ہوتا۔ سرکاری ملازم ہو کر میں اس مشین کا ایک پرزہ ہو گیا کہ جو اقتدار کی آلہ کار بن جاتی ہے۔ آج جب میں اپنے ماضی کی طرف دیکھتا ہوں تو یہی خواہش دل میں ابھرتی ہے۔ جب میں سرکاری ملازم تھا تو جو باتیں آج سوچتا ہوں اس طرف نظر ہی نہیں جاتی تھی۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ تم نے اس وقت تو یہ نہیں کیا، یہ نہیں کہا، آج کیوں باتیں کرتے ہو۔ میں کہتا ہوں اس لئے کہ دوسرے ایسا نہ کریں۔ ہم میں سے ہر شخص کو سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارا پاکستان ہماری قوم کے توانا جذبوں کی علامت ہے۔ یہ جذبے ماند نہیں پڑنے چاہئیں۔ انہیں توانا رہنے اور رکھنے کی ضرورت ہے۔

(بشکریہ قومی ڈائجسٹ)

اسلام آباد کی ایک تقریب میں ممتاز کشمیری رہنما چوہدری خالد محمود صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق سے مصروف گفتگو ہیں

مصروفیت

مصروف ترین مدیر اعلیٰ نے اپنی سیکرٹری سے کہا۔

"میری پنسل کہاں ہے؟"

سیکرٹری بولی "آپ کے کان کے پیچھے لگی ہے۔"

"کیوں میرا وقت برباد کرتی ہو" مدیر اعلیٰ نے کہا۔ "میرے پاس اتنا وقت کہاں ہے کہ ہر کان کے پیچھے تلاش کروں، یہ کیوں نہیں بتا دیتیں کہ کس کان کے پیچھے ہے۔"

سفری باتیں

امریکہ میں لیزر شعاعوں کی مدد سے ایک انچ کے ہزارویں حصے تک کی پیمائش کی جاتی ہے۔

یہ کوئی بڑی بات نہیں ہمارے ہاں رکشے والے اس سے بھی کم جگہ سے نکل جاتے ہیں۔

کہتے ہیں آواز کی رفتار روشنی کی رفتار سے کم ہوتی ہے۔ ٹھیک کہتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے بزرگ جو باتیں ہمیں بچپن میں بتلاتے ہیں وہ چالیس برس بعد ہماری سمجھ میں آتی ہیں۔

خوش خبری

ایک دوست نے دوسرے دوست سے ترنگ میں کہا۔ "تم ادھر دیکھو میں تمہارے لئے ایک خوشخبری لایا ہوں۔"

دوست نے غصے میں کہا: "ہاں، الماری میں رکھ دو۔"

پہلے دوست نے کہا "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے خوشخبری بھی کوئی الماری میں رکھنے والی چیز ہے۔"

انہی دوست نے غصے میں جھومتے ہوئے کہا "تو پھر بچوں میں تقسیم کر دو۔"

جدید لغت

چندہ۔ بیشک ہمیں چندے کی ضرورت ہے۔

خوشامد۔ قانونی رشوت۔

قطب شمالی۔ آفتاب نیم شب

مسئلہ۔ رخ دو ہیں لیکن حل ایک ہے۔

سوال و جواب

خاوند:۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بیوی جتنی خوبصورت ہوتی ہے اتنی احمق بھی ہوتی ہے۔

بیوی:۔ بڑی معقول وجہ ہے۔ وہ خوبصورت اس لئے ہوتی ہے کہ شوہر کو اچھی لگے۔ اور بے وقوف اس لئے کہ شوہر اسے اچھا لگے۔

فرق

کسی تقریب میں ایک خاتون نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ڈاکٹر سے پوچھا کیا یہ درست ہے کہ آج کل جس عورت کا آپ نے علاج کیا وہ زندہ نہیں بچی؟

بالکل جھوٹ ہے، ڈاکٹر نے جواب دیا۔ اسے پہلے بھی عورت اور مرد میں امتیاز کرنا ڈاکٹر کے برابر ہے۔

عفت رشید

مسکراہٹ ہے ساری دنیا کیلئے، زمیاں ہوتی ہیں گل بدن کیلئے، ہر ادا وقف ہے بانکپن کیلئے، پھول ہوتا ہے بیغ چمن کیلئے
باغ ہستی میں شبنم سے بھر لینا کیا، جو چمکتے رہے آسماں پیار کا، زندگی بھر یوں ہی مسکرا مسکرا، سچے موتی لٹائے تو کیا بات ہے

February 1983

MONTHLY

AAWAZ

EDITOR . SOHAIL AKHTAR

Publisher

Z. Modi

PERSONNEL

Phone: 416-282-6671.

REPRESENTATIVE

F. J. Kowalski,

Phone: 416-922-5258

ماہنامہ

آواز

اسکاربرو کنیڈا

مدیر: سہیل اختر

100 Caronia Sq., Scarborough, Ont, M1B 2Z8

جب مرے سامنے جلتی ہوئی تعبیریں ہوں
اپنی آنکھوں میں کوئی خواب سجاؤں کیسے

خوشی یہی ہے ہماری کہ مطمئن ہوں آپ

THIS WEEK'S SPECIAL

Fresh Spring Lamb

BEEF

Grade A Chickens

HOUSE OF HALAL MEAT

803 Danforth Avenue
Toronto, Ontario

Please Call ISMAIL At 461 2839

ایمانداری

اس بات کو گزرے اگرچہ دو سال ہو گئے ہیں مگر میں اسے اب تک نہیں بھول پائی۔ اور شاید کبھی نہ بھولوں۔ کیونکہ اس کا تعلق ایک چھوٹے سے بچے کی ایمانداری سے ہے اور یہ ایمانداری ایسا فعل ہے جو موجودہ زمانے میں کم ہی سننے کو ملتا ہے ہوا یوں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ راولپنڈی سے لاہور آ رہی تھی۔ ٹرین راولپنڈی سے روانہ ہونے ہی والی تھی کہ ایک دس گیارہ برس کا بچہ ڈھیر سارے اخبار اور رسالے لئے ہمارے ڈبے میں آیا اور مجھ سے بولا۔ "باجی کوئی اخبار یا رسالہ خریدو گی۔ میں نے مختلف اخبار اور رسالے دیکھے اور پھر

"اخبار جہاں" کا انتخاب کیا۔ میں نے رسالہ ابھی پکڑا ہی تھا کہ گاڑی نے وسل دی اور آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگی۔ میں نے جلدی سے اسے دس کا نوٹ تھمایا اور کہا یہ لو دس روپے اور باقی واپس کر دو۔

اس نے بھی بغیر دیکھے نوٹ جیب میں ڈالا اور باقی پیسے مجھے تھما کر جلدی سے نیچے اتر گیا مگر مجھے لاہور آنے پر معلوم ہوا کہ میں اس لڑکے کو جلدی میں پچاس کا نوٹ دے آئی ہوں۔ خیر مجھے اس بات کا بہت افسوس ہوا۔ اس بات کو چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا کہ ہم گرمیوں میں راولپنڈی اپنے کسی عزیز کے پاس گئے۔ ٹرین سے اتر کر ابھی میں چند قدم ہی بڑھی تھی کہ مجھے پیچھے سے آواز سنائی دی۔

"باجی جی سلام" میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک لڑکا کھڑا مسکرا رہا تھا۔ وہ چند قدم آگے بڑھا اور جیب میں سے کچھ پیسے نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ "یہ لیں باجی آپکی امانت" میں بہت حیران ہوئی۔ میرے کچھ پوچھنے سے پیشتر ہی وہ بولا۔ آج سے چھ ماہ پہلے آپ نے مجھ سے ایک رسالہ خریدا تھا اور دس کے نوٹ کے بجائے پچاس کا نوٹ مجھے جلدی میں دے گئی تھیں۔ چونکہ ٹرین چلنے والی تھی۔ اس لئے میں نے بھی بغیر دیکھے نوٹ جیب میں ڈال لیا تھا۔ مگر جب بعد میں مجھے پتہ چلا تو مجھے بہت افسوس ہوا۔ تب سے میں نے یہ رقم اپنے پاس محفوظ رکھی تھی۔ امید تھی کہ آپ کبھی پنڈی ضرور آئیں گی۔ اس لئے جیب میں رکھے پھرتا رہا۔ تاکہ جب بھی آپ ملیں تو میں آپ کی رقم آپ کو واپس کر دوں۔

لڑکا تو یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ مگر اس کی ایمانداری نے مجھ پر ایسا اثر کیا کہ میں کچھ بول ہی نہ سکی۔ وہ پھر رقم میری طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ لیں نا باجی۔ اس پر میں نے اسے کہا۔ "کوئی بات نہیں تم رکھ لو۔ مگر وہ ایک دم گھبرا گیا۔ بولا" نہ نہ باجی یہ آپ کی امانت ہے۔ خیر میں نے اس سے رقم لے لی۔ اور وہ باجی جی شکریہ کہتا ہوا واپس چلا گیا۔ کئی روز تک میں اس بات کو نہ بھول پائی اور ایسی باتیں بھولنے والی بھی تو نہیں ہوتیں ایسے نیک لوگوں کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے کہ خدا ان پر اپنے خاص فضل نازل کرے اور ان معصوم بچوں کو زمانے کے حوادث سے بچا کر رکھے اور دیانتداری کے اس نمونہ کو ترقی اور استقامت عطا کرے۔ نصیب الہی

دریا جس میں کوئی مچھلی نہیں

بحیرہ مردار کے متعلق تو آپ جانتے ہیں کہ اس کا پانی اتنا نمکین ہے کہ کوئی مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی لیکن دنیا میں ایک ایسا دریا بھی ہے جس میں کوئی مچھلی نہیں۔ اس دریا کا نام دریائے اردن ہے یہ کولمبیا میں ہے دراصل اس دریا کا پانی بہت کھٹا ہے۔ اس لئے اس میں مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی۔

حیرت انگیز پھول اور حیرت انگیز چٹان

کوریا میں دریائے کیوم پر ایک "ناکرام" نامی چٹان ہے۔ اس پر ہر سال ایک دلچسپ منظر دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ موسم بہار میں ہر سال اس چٹان پر صرف لال پھول کھلتے ہیں۔ موسم بہار ختم ہوتے ہی یہ لال پھول مرجھا کر دریائے کیوم میں گرتے ہیں ہر سال ایسا ہوتا ہے

MULTICULTURALISM

Together
we can get it right.

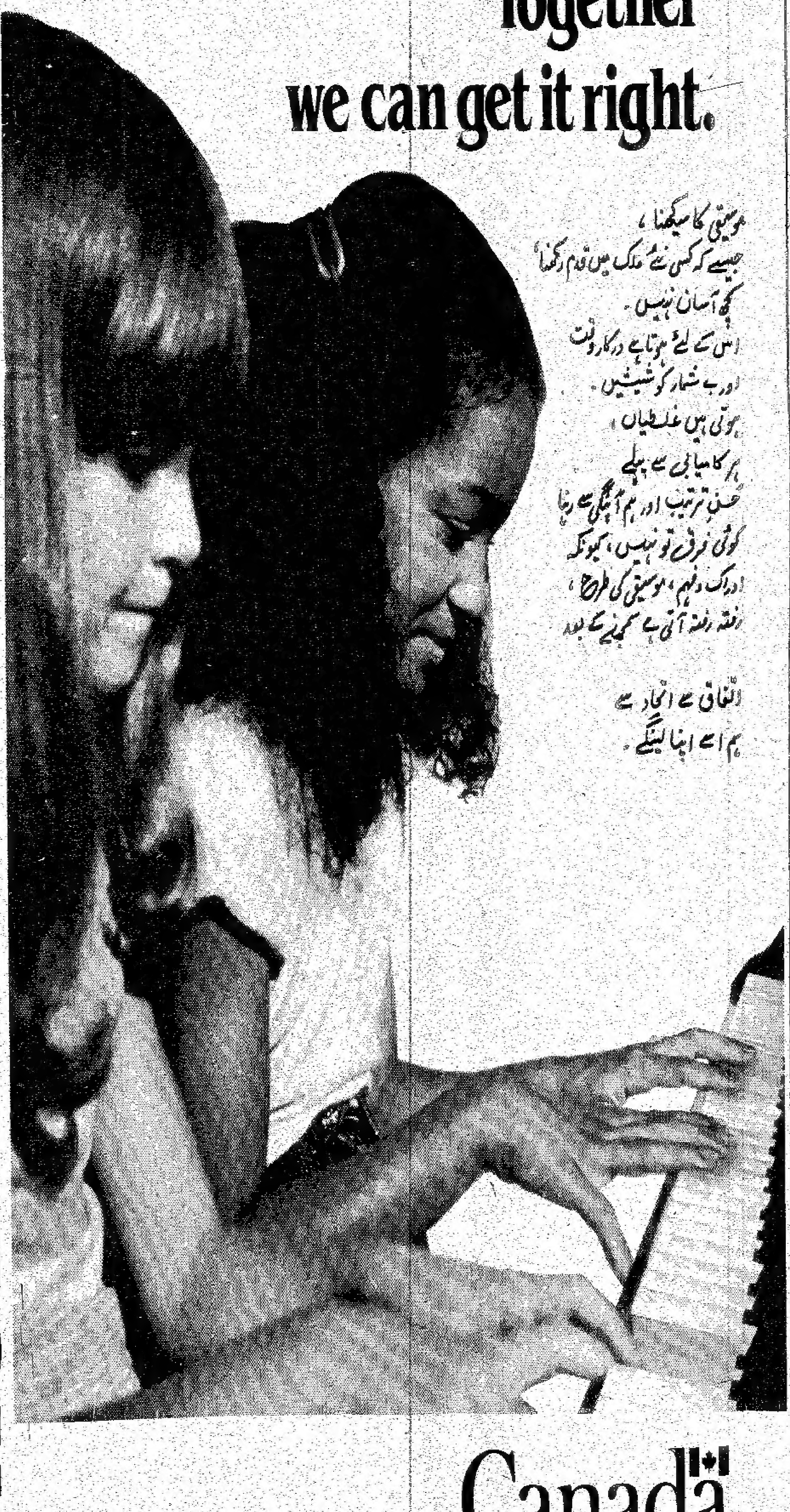

موسیقی کا سیکھنا،
جیسے کہ کسی نئے ملک میں قدم رکھنا
کچھ آسان نہیں۔
اس کے لئے ہوتا ہے درکار وقت
اور بے شمار کوششیں۔
ہوتی ہیں غلطیاں،
ہر کامیابی سے پہلے
حُسنِ ترتیب اور ہم آہنگی سے رچا
کوئی فرق تو نہیں، کیونکہ
ادراک و فہم، موسیقی کی طرح،
رفتہ رفتہ آتی ہے سمجھنے کے بعد

اتفاق سے اتحاد سے
ہم اسے اپنا لینگے۔

Multiculturalism Canada | Multiculturalisme Canada

Canada

اشتہاری رشتے
سہرے میں کاغذ کے پھول؟

تحریر:
رخسانہ افتخار

پہلے شادی کرانا ایک کار خیر سمجھا جاتا تھا اب یہ ایک کاروبار ہے۔ یہ کاروبار بھی اشتہار بازی سے چمکتا ہے۔ ضرورت رشتہ کے جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ان کا مطالعہ ایک عام آدمی کے لئے بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس سے ہمارے معاشرے میں بدلتی ہوئی اقدار اور لوگوں کے طرز فکر کا اندازہ ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب لڑکے اور لڑکی میں سیرت اور کردار کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ اصل اہمیت جائیداد، خاندانی عروج اعلیٰ روزگار یا روزگار کے حصول کے مواقع کو دی جانے لگی ہے۔ اور بعض اشتہارات میں تو اس کا اعلان نہایت ڈھٹائی سے کیا جاتا ہے۔ جو لوگ اعلانیہ ایسی کاروباری باتیں کرتے ہیں۔ رشتے کے معاملات بالمشافہ ملاقاتوں میں طے کرتے وقت ان کا رویہ کیا ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور جو رشتے لالچ یا محض فریب کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں، ان کی جو گتی ہوگی اس کا بھی اندازہ کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے اس سے خاندانوں میں کشیدگی ٹوٹ پھوٹ اور سماجی انتشار کے سوا کیا حاصل ہوگا۔

بہر حال آپ ذیل میں چند اشتہار ملاحظہ کیجئے۔

۲۸ سالہ بانجھ بیوہ کے لئے صرف بچوں والا ۴۰ سال تک بزنس مین یا ملازم کا رشتہ درکار ہے۔ شادی کے بعد فوراً امریکہ جانا ہوگا۔

امریکہ سے آئی ہوئی گرین کارڈ ہولڈر میٹرک ۲۰ سالہ دوشیزہ کے لئے مناسب کنوارا میٹرک تا بی۔ اے رشتہ درکار ہے۔ شادی کے بعد امریکہ جانا ہوگا جہاں سیٹل ہونے میں تعاون کیا جائے گا۔

یوپی کی ۲۴ سالہ ایم۔ ایس۔ سی دوشیزہ، قد درمیانہ رنگ گندمی، بھائی سعودی عرب میں ہے۔ کے لئے تعلیم یافتہ یوپی۔ سی پی کے معزز خاندان سے رشتہ مطلوب ہے۔

---

۳۰ سالہ خوبصورت کنواری انگریز لڑکی سے لندن میں شادی کے خواہشمند حضرات جس میں جلد از جلد لڑکی کی تصویر ہمراہ مکمل تفصیل لکھیں۔ ذات پات کی قید نہیں۔

---

۳۲ سالہ مطلقہ (اولاد نہیں ہے) قبول صورت۔ ایک فلیٹ کی مالکہ کے لئے باعزت کاروباری، فری پیشہ کا رشتہ درکار ہے۔ مفصل لکھیں۔

اکثری میں بی۔ اے پاس کے لئے تعلیم یافتہ برسرروزگار انجینئر، ڈاکٹر، بینک افسر یا اچھے خاندان کے لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی کے بھائی مڈل ایسٹ میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ لڑکے کو شادی کے بعد مڈل ایسٹ بھیجا جا سکتا ہے۔

دیندار خاندان کی دو دوشیزائیں ۱۸ اور ۱۹ سالہ دو دولی دراز قد، خوش شکل، گوری رنگت کے لئے اچھا جو مشرقی ماحول ہم پلہ رشتے مطلوب۔ سائنس، ٹیکنیکل گریجویٹ یا ڈپلومہ ہولڈر کو ترجیح دی جائے گی۔ لڑکیاں فلیٹوں کی مالک ہیں۔

مدراس کا ۲۹ سالہ شریف جس کی تعلیم میٹرک۔ تنخواہ ۲۷۰۰ روپے ماہوار۔ حقیقہ ثانی کا خواہاں ہے۔ بیکسیرت ملازم، خود مختار خواتین اعتماد سے لکھیں۔

یوپی کے اعلیٰ شیخ سنی خاندان خوبرو دلکش دراز قد تعلیم یافتہ۔ عمر ۲۸ سال امریکی گرین کارڈ ہولڈر لڑکی کے لئے رشتہ درکار ہے۔

امریکہ میں مستقل ۳۰ سالہ اعلیٰ خاندان سے تعلق خوبصورت اسمارٹ لڑکی کے لئے نوجوان ڈاکٹر کا رشتہ مطلوب ہے۔

> بعض اشتہارات
> میں لڑکے کو
> مشرقِ وسطیٰ میں
> ملازمت دلانے کا
> اقرار کیا جاتا ہے

بیرون ملک میں مقیم ڈاکٹر کیلئے نوجوان رشتہ درکار ہے پہلی بیوی سے انتہائی مجبوری کی حالت میں علیحدگی اختیار کر لی گئی ہے۔ لڑکی کی عمر ۳۰ سال تک ہو۔

حیدر آباد دکن کی سنی خوبصورت دوشیزہ دراز قد عمر ۱۹ سال تعلیم انٹر جس کے والدین سعودیہ میں مقیم ہیں کے لئے رشتہ درکار ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ اور سعودیہ میں مقیم ہیں کے لئے رشتہ درکار ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ اور سعودیہ میں برسر روزگار ہو یا سعودیہ میں روزگار کا خواہشمند ہو۔

ایک تنہا کاروباری نوجوان کو کسی ایسی بیوہ یا کنواری کا رشتہ درکار ہے۔ جو لڑکے کو کاروبار میں مالی معاونت کر سکے۔

ایک گرین کارڈ ہولڈر گریجویٹ لڑکی کے لئے برسر روزگار تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

ایک تعلیم یافتہ خود مختار نوجوان عمر ۳۱ سال پیشہ صحافت اپنا پرنٹنگ پریس معقول آمدنی ایک اپر مڈل گھرانے کی نوجوان خوبصورت کنواری لڑکی سے رشتے کا خواہشمند ہے۔ جس کی عمر ۲۰ سے ۲۴ سال کے درمیان ہو۔ ترجیحاً ایسے گھرانے کی تلاش ہے۔ جہاں یورپ میں رشتے دار موجود ہوں۔

تجارت پیشہ اعلیٰ شیخ حنفی خاندان کی ۲۴ سالہ دوشیزہ بیرسٹرک، مذہبی رجحان، خانہ دار سلیقہ مند، دراز قد، گوری رنگت انگریزی بولنے کے لئے موزوں ہم پلہ بزنس مین یا ملازمت پیشہ کا رشتہ مطلوب ہے۔ کاروبار میں مدد دی جائے گی۔

---

۲۵ سالہ اسمارٹ بیرون ملک اچھی فرم میں منیجر کراچی میں ذاتی مکان مع دکان کے لئے مناسب خوبصورت تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ پہلی بیوی سے اولاد نہ ہونے کی بنا پر شادی کی مجبوری ہے۔ ذات اور صوبے کی کوئی قید نہیں۔ والدین سرپرست مکمل کوائف لکھیں۔

ہر اشتہار میں کچھ نہ کچھ دلچسپی کا سامان موجود ہے۔ پہلے لڑکی کے خاندانی پس منظر کو دیکھا جاتا تھا اور بعض صورتوں میں لڑکی کی خوبصورتی کا اعلان معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اب لڑکی والے اشتہار میں لڑکی کی خوبصورتی کا تذکرہ کرتے ہیں۔

کسی میں لڑکی کی جائیداد کا ذکر ہے اور کسی میں لڑکے والوں کو یہ لالچ بھی دیا جاتا ہے کہ لڑکی کے بھائی یا باپ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جہیز بہت ملے گا۔

بعض اشتہارات میں لڑکے کو کاروبار میں مدد دینے یا مشرق وسطیٰ میں ملازمت دلانے کا اقرار بھی کیا جاتا ہے۔

لڑکے والوں کے مطالبات بھی کم نہیں۔ وہ کسی ایسی لڑکی سے شادی کے خواہشمند ہیں جو نہ صرف خوبصورت ہو بلکہ مالدار بھی ہو اور امریکہ میں قیام کے لئے گرین کارڈ دلا سکے۔ عقد ثانی کے خواہشمند کو جس لڑکی کی تلاش ہے۔ اسے نہ صرف کم عمر اور خوبصورت بلکہ تعلیم یافتہ بھی ہونا چاہیئے۔

ہم کہہ نہیں سکتے کہ جس رشتے کی بنیاد لالچ یا فریب پر رکھی گئی ہو وہ کتنا دیرپا ہوگا۔ اخلاقی اقدار پر مادی اقدار کو ترجیح دینے والا معاشرہ اندر سے کھوکھلا ہو جاتا ہے۔ اس معاشرے میں انسان کی قدر اس کی مالی حیثیت سے کی جاتی ہے۔ ضرورت رشتہ کے اشتہارات کے مطالعے اور شادی دفتروں کے نمائندوں سے بات چیت کے بعد یہ اندازہ بھی ہوا کہ شادی کے نام پر کاروبار خوب کیا جاتا ہے یہ بات بھی سامنے آئی کہ کچھ لوگوں نے بظاہر شادی دفتر کھولا ہوا ہے لیکن اس کی آڑ میں کچھ اور کھیل کھیلا جاتا ہے۔ ایک شادی دفتر کے مالک ہیروئن کی اسمگلنگ میں ملوث ہوئے تو ان کے دفتر کے مکان دار نے بتایا کہ ان کے دفتر سے چرس برآمد ہوئی اور وہ ہفتہ دس دن حوالات کے مہمان رہے۔ ایک صاحب کے بارے میں علم ہوا کہ جب خواتین ان کے پاس اپنی بیٹیوں کی شادی کے سلسلے میں پہنچتی ہیں تو وہ خود کو شادی کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔

M & J TRAVEL

1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7

TEL. (416) 960-8348 – 960-8475

MONTHLY AAWAZ

ماہنامہ آواز
اسکاربرو، کینیڈا

پبلشر: ظہیر مودی
ایڈیٹر: سہیل اختر

۴۸۶

> اپنا تو کام ہے کہ جلاتے چلو چراغ
> رستے میں خواہ دوست کہ دشمن کا گھر ملے

ڈاکٹر اسلم طبی خدمت ان کیلئے ایک طرز زندگی ہے

وفاقی وزیر صحت ڈاکٹر نصیر الدین جوگیزئی نے ۶ جنوری کو امراض قلب کے ہسپتال کے آڈیٹوریم میں ایک اہم تقریب سے خطاب کیا۔ یہ ڈاکٹر سید اسلم کی کتاب "قلب" کی تقریب رونمائی تھی۔ وزیر صحت نے اس موقع پر کہا کہ حکومت دل کے امراض کے معالجے پر مناسب توجہ دے رہی ہے۔ کراچی میں امراض قلب کے قومی ادارے کا قیام انہی کوششوں کا مظہر ہے۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق ملک کے دوسرے حصوں میں بھی اسی قسم کے انسٹی ٹیوٹ کے قیام میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر جوگیزئی نے دل کے امراض کے بارے میں ڈاکٹر اسلم کی اردو تصنیف کے حوالے سے مصنف کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ کتاب لکھ کر انہوں نے نہ صرف قومی زبان اردو کی خدمت کی ہے۔ بلکہ دل کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر ان کی یہ تصنیف عوام کی بڑی خدمت ہے۔ یہ کتاب اس لئے کچھ اور بھی قابل تعریف ہے کہ جب انگریزی کی جگہ اردو مکمل طور پر رائج ہو جائے گی تو لوگوں کو طبی اصطلاحات کے سمجھنے میں دشواری نہ ہوگی۔ قبل ازیں ڈاکٹر شوکت سید، ڈاکٹر محمد شریف، ڈاکٹر لطیف منہاس اور ڈاکٹر اسرار احمد نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔ اور ڈاکٹر اسلم کو ان کی تصنیف پر خراج تحسین ادا کیا۔

ڈاکٹر سید اسلم نہ صرف ایک نامور معالج ہیں بلکہ پیشہ ورانہ حلقہ احباب میں ریسرچ، مطالعہ، تصنیف و تالیف کے ذوق کی بنا پر بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان کا شمار ایسے معالجوں میں ہے جن کے لئے طبی خدمت محض پیشہ نہیں بلکہ ایک طرز زندگی کا نام ہے۔ ڈاکٹر صاحب اردو شعر و ادب کا ستھرا ذوق رکھتے ہیں اور گہرے مطالعے اور تجربے کی بدولت اپنے خاص موضوع پر جو مضامین لکھتے رہے ہیں انہیں قارئین نے ہمیشہ بہت پسند کیا ہے۔ اس زمانے میں جب کہ مختلف پیشوں کے لوگ اپنے فن سے وابستگی کے باوجود اس کے بارے میں کتابیں لکھنے اور دوسروں کی رہنمائی کے لئے وقت نکالنے پر خود کو بمشکل آمادہ پاتے ہیں۔ ڈاکٹر سید اسلم کی یہ تصنیف اور بھی قابل قدر ہو جاتی ہے۔

قرآن اور آپ کا گھر

کیا آپ کے گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے؟

بالغ افراد میں سے کتنے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں؟

کیا بچوں کو قرآنی قصص و واقعات سنائے جاتے ہیں؟

کیا گھر میں قرآن کی آیات اور احکام پر باتیں ہوتی ہیں؟

بڑوں اور بچوں کو قرآن میں سے کیا کچھ یاد ہے؟

بڑوں اور بچوں میں سے قرآن کا مفہوم سمجھنے یا ترجمہ جاننے والا بھی کوئی ہے؟

کیا گھر میں قرآن کو سمجھنے کیلئے ترجمے یا تفسیریں وغیرہ موجود ہیں؟

کیا قرآنی آیات یا ان کے تراجم کے کتبے دیواروں پر آویزاں ہیں۔

کیا گھر کے مرد یا خواتین کسی حلقۂ درس قرآن میں حصہ لیتی ہیں؟

محض آپ کے غور و خوض کیلئے

افسانہ

راجہ تبسم

سکوتِ لب

میں اب تین بچوں کا باپ ہوں! میری بیوی مجھے بے حد چاہتی ہے، میرے ہر طرح کے آرام کا خیال رکھتی ہے، میری گھریلو زندگی بے حد خوشگوار ہے، خدا کی دی ہوئی ہر نعمت موجود ہے۔ اگر نہیں تو صرف سکونِ قلب نہیں۔! اور اسے شاید میں ساری زندگی نہ حاصل کر سکوں گا۔" میں ایک ایسا بھٹکا ہوا مسافر ہوں جو منزل کے قریب پہنچ کر بھی اسے نہ پا سکے، ایک ایسا راہی ہوں جو اجالے کی تمنا میں اندھیروں میں گم ہو گیا ہو، ایک ایسی فریاد ہوں جو لبوں تک نہ آ سکے۔" میں ہر وقت غموں کی آگ میں جلتا رہتا ہوں، سسکتا ہوں!! تڑپتا ہوں!!! لیکن کوئی چیز بھی میرے غم کا مداوا نہ بن سکی"

کاش کہ وہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آ جائے، تاکہ میری زندگی کی روٹھی ہوئی بہاریں پھر سے لوٹ آئیں! لیکن جانے والے چلے جاتے ہیں دنیا کے جھمیلوں سے آزاد ہو کر!! دوسروں کو روتا تڑپتا چھوڑ کر!!! وہ میرے بچپن کی ساتھی تھی۔ میں نویں میں تھا اور وہ دوسری میں ہم دونوں ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے۔ ہمارے گھر بالکل قریب قریب تھے صبح سویرے ہی وہ ہمارے گھر آ جاتی اور ہم دونوں اکٹھے ہی سکول آتے جاتے۔ جب کبھی مجھے ناشتے میں دیر ہو جاتی وہ میرا انتظار کرتی رہتی، جب ناشتا کر چکتا تو میرے ساتھ ہی سکول جاتی۔

اسی طرح دن گزرتے گئے، اب میں ایف اے میں تھا اور وہ میٹرک کی تیاری کر رہی تھی۔" وہ روزانہ رات کو ہمارے گھر آ جاتی اور کافی دیر تک مجھ سے سوالات وغیرہ سمجھتی رہتی۔" اس کے گھر والوں کو ہم پر پورا پورا اعتماد تھا" اور یہ بات ایک حد تک ٹھیک بھی تھی، اس لئے میں ایک دوسرے سے ملنے ملانے پر کوئی پابندی نہ تھی۔

میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد وہ مزید پڑھائی سے کنارہ کش ہو گئی کیونکہ اس کے والدین آگے پڑھانے کے حق میں نہ تھے۔ ان کا خیال تھا کہ لڑکیوں کو زیادہ تعلیم دلوانا مناسب نہیں گھر گرہستی کے لئے میٹرک ہی کافی ہے۔ سو کالج نہ جانے کی وجہ سے ہماری ملاقاتوں کا سلسلہ بند ہو گیا، کبھی کبھار مہینے میں ایک آدھ دفعہ آ جاتی اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلی جاتی۔ وہ بچپن سے ہی بے حد خوبصورت تھی لیکن جوانی نے تو اس کے حسن کو اور بھی نکھار دیا تھا۔ پتلے پتلے گلاب کی پنکھڑی کی طرح سرخ ہونٹ، ستواں ناک ہرنی کی طرح موٹی موٹی آنکھیں، سڈول جسم!! اور پھر سفید رنگ سے تو سچ مچ کوہ قاف کی پری معلوم ہوتی تھی۔ اس کی آواز میں اتنی کشش، اتنی شیرینی تھی! کہ جی چاہتا وہ ہر وقت بولتی ہی رہے!!۔

بچپن سے لے کر جوانی تک ہم دونوں اکٹھے رہے لیکن میں نے کبھی اس کے متعلق سوچا ہی نہ تھا، مگر اب ہلکی ہلکی خلش میرے دل نے محسوس کی!" میں یہ سوچ سوچ کر عاجز آ گیا کہ کس طرح اس سے اظہارِ محبت کیا جائے۔" کوئی ایسا طریقہ میرے ذہن میں نہ آیا جس سے اظہار کر سکوں۔ پھر میں نے اپنے آپ کا اس کے حسن سے موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ ذرے کو آفتاب سے کیا نسبت؟ یہ بات سوچ کر میرے دل میں احساسِ کمتری پیدا ہو گیا اور میں نے یہ ارادہ بالکل ترک کر دیا۔

میں نے دل میں کہا، "اگر اسے مجھ سے محبت ہوئی تو وہ خود ہی اس کا اظہار کرے گی۔" لیکن ایسا نہ ہوا! باوجودیکہ وہ مجھے چاہتی تھی اس کی اتنی ہمت نہ ہوئی کہ وہ مجھ سے کچھ کہہ سکے۔" وہ دل ہی دل میں چاہتی رہی مگر اظہار نہ کر سکی!"

وہ شروع سے ہی بے حد شرمیلی تھی، باوجود میرے ساتھ رہنے کے وہ ہمیشہ آنکھیں جھکا کر مجھ سے بات کرتی وہ بھی صرف مطلب کی بات! یا وہ گپ شپ سے قطعاً پرہیز کرتی، اس کی یہ عادت مجھے اور بھی پیاری لگتی!! اب میں اس کی محبت میں اس طرح الجھ گیا کہ پڑھائی میں بالکل دل نہ لگتا، ہر وقت اس کی معصوم صورت آنکھوں میں سمائی رہتی۔ اور میں تصور ہی میں اس سے پیار بھری باتیں کرتا رہتا۔

خیر ایف اے کا امتحان ہوا تو بندہ ناچیز بری طرح فیل ہو گیا، والد صاحب نے تو خاص طور پر برا منایا اور نادر شاہی حکم جاری کر دیا" کہ اب ہم تمہیں نہیں پڑھا سکتے، ہم نے صرف اس وقت تک کا وعدہ کیا تھا جب تک تم پاس ہوتے رہو۔"

چنانچہ مجھے پڑھائی کو خیرباد کہنا پڑا۔ ایک دو ماہ تو گھر بھی رہا لیکن جلد ہی بھائی صاحب کا انگلینڈ سے خط آ گیا کہ سلیم کو جلد از جلد یہاں بھیج دیں۔ میں نے کافی زور دیا کہ میں یہاں ہی کوئی نوکری تلاش کر لوں گا لیکن والد صاحب نہ مانے اور مجبوراً مجھے انگلینڈ جانا پڑا۔ وہاں پہنچ کر میں نے ایک ربڑ کی فیکٹری میں ملازمت اختیار کر لی۔ معقول تنخواہ تھی اور وقت بڑا معروف گزر رہا تھا۔ "کچھ عرصہ تک تو مجھے جمیلہ کی یاد بالکل نہ آئی کہ وہ کہاں ہے اور کیسی ہے؟" لیکن آہستہ آہستہ مصروفیت کا طلسم ٹوٹتا گیا اور جمیلہ کی یاد مجھے بے حد ستانے لگی"

اب میں کھویا کھویا اور افسردہ سا رہنے لگا۔ کسی کام میں دل نہ لگتا اور میں اپنے اندر ایک خلا سا محسوس کرنے لگا، کئی کئی دن تک فیکٹری میں نہ جاتا، میرا دل مشینی زندگی سے تنگ آ گیا تھا۔ ہر وقت کام یا سونا۔ بڑی حد ہوئی تو ہفتے یا اتوار کو کوئی پکچر دیکھنے چلے جانا! یہ بھی کوئی زندگی تھی!!

میرا ایک انگریز دوست جان میری اس حالت کو بھانپ گیا" وہ مجھے پوچھنے لگا، ہاؤ سلیم کیا بات ہے تم آج کل کھوئے کھوئے سے رہتے ہو۔" میں نے پہلے تو اسے ٹالنا چاہا لیکن وہ کسی طرح ماننا ہی نہ تھا۔" آخر مجھے سب کچھ بتانا پڑا۔" "وہ یہ سن کر کہنے لگا تم عجیب قسم کے عاشق ہو کہ آج تک تم نے یہ راز اپنی محبوبہ سے پوشیدہ رکھا۔" "تمہیں اسی وقت بتا دینا چاہیے تھا۔" "میں نے کہا لیکن اب کیا ہو سکتا ہے میں تو ہزاروں میل اس سے دور بیٹھا ہوں اور اس کے غم کی آگ میں جل رہا ہوں۔" "وہ کہنے لگا کوئی بات نہیں تم کچھ عرصہ کے لئے گھر چلے جاؤ اور وہاں جا کر صاف لفظوں میں کہہ دینا کہ تم اسے چاہتے ہو۔" "اگر اسے بھی تم سے انسیت ہوئی تو ٹھیک ورنہ تم کیوں خوامخواہ اپنی جان ہلکان کر رہے ہو۔" میں نے کہا یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن اتنی جلدی واپس چلے جانا بھی کہاں کی دانشمندی ہے۔" "فرض کرو میں اس بات کا اظہار بھی کروں تو جانی مجھے ہرگز نہ جانے دیں گے۔" "کوئی اور طریقہ بتاؤ۔ وہ تھوڑی دیر سوچ میں پڑ گیا، پھر کہنے لگا ہاں ایک طریقہ ذہن میں آیا۔ میں نے کہا کہو۔ وہ یہ کہ تم اپنے ڈیڈی کو خط لکھو کہ وہ تمہاری منگنی اس کے ساتھ کر دیں۔ میں نے کہا، ہمارے ہاں دستور ہے کہ لڑکی اپنے منہ سے کچھ نہیں کہتی۔ والدین جہاں بھی اس کی شادی کر دیں۔ اس کو اسی آدمی سے نباہ کرنا پڑتا ہے۔ چاہے اسے ناپسند ہی کیوں نہ کرتی ہو اور غم کی آگ میں جل جل کر جان دے دے مگر زبان سے کچھ نہ کہے گی۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھاؤں اور اس کا دامن کانٹوں سے بھر دوں، جب تک میں اس سے رائے نہ لے لوں میں خط نہیں لکھ سکتا۔ وہ سکڑیا اور کہنے لگا تم لوگوں کے بھی عجیب رواج ہیں بھلا لڑکی بھی کوئی گائیں بھینسیں ہیں کہ جہاں جی چاہا انہیں بھیج دیا۔ ان کو اپنی پسند کی پوری پوری آزادی ہونی چاہیے۔ خیر میں زیادہ بحث میں نہیں الجھنا چاہتا تم بہتر ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے اسے دل سے نکال دو، جب دو تین سال بعد گھر گئے تو اس سے پوچھ لینا۔"

میں نے کہا یار دل نہیں مانتا خیر کوشش کروں گا کہ دل بہل جائے۔" میں نے دل میں سوچا اگر وہ مجھے چاہتی تو کبھی نہ کبھی اس کے چہرے سے، اس کی باتوں سے معلوم ہو ہی جاتا۔ میں خوامخواہ اس کی محبت میں مجنوں بن رہا ہوں ہو سکتا ہے وہ مجھ سے نفرت ہی کرتی ہو۔! اچھا جب گیا تو دیکھا جائیگا۔"

دوسرے دن جان نے مجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ جب میں وہاں پہنچا تو اس کے گھر والوں نے میرا بڑا پرجوش استقبال کیا، اس کے گھر والے مجھ سے بہت خوش ہوئے، خاص کر اس کی بہن سوزن تو کچھ میں ضرورت سے زیادہ ہی دلچسپی لے رہی تھی۔ شام کو پکچر کا پروگرام بنا اور سوزن میری برابر والی سیٹ پر بیٹھی، پکچر کے دوران وہ خوب گھل مل کر مجھ سے باتیں کرتی رہی۔ جب فلم ختم ہوئی تو جان نے اسے کہا، "سوزن تم سلیم کو ان کی رہائش تک چھوڑ آؤ۔" دراصل جان کا مقصد تھا کہ میں جمیلہ کو بھول کر اس کی بہن میں دلچسپی لینے لگوں۔ یہ اس کا خاص طریقہ تھا مجھے وقتی طور پر مصروف رکھنے کا جو اس نے بعد میں مجھے بتایا۔ سوزن نے راستے میں مجھے بتایا کہ وہ مجھے اپنا دوست بنانا چاہتی ہے۔ میں یوں، ہاں میں سر ہلاتا رہا اور راستہ طے ہو گیا۔ مجھے چھوڑ کر وہ دوسرے دن شام کو ملنے کا وعدہ لے کر چلی گئی۔

اب سوزن روز میرے پاس آ جاتی اور ہمارے مختلف قسم کے پروگرام بنتے رہتے۔ مجھے بھی اس میں دلچسپی پیدا ہو گئی تھی اس لئے میرا وقت بہت اچھا گزرتا رہا۔

اس تین سال کے عرصے میں جمیلہ مجھے بہت کم یاد آئی اگر آئی بھی تو سوزن کی پیار بھری باتوں نے اس کی کمی پوری کر دی۔

ایک دن بھائی صاحب نے مجھے بتایا کہ ہم لوگ پرسوں پاکستان جا رہے ہیں۔ سیٹوں وغیرہ کی ریزرویشن ہو چکی ہے۔ دراصل بھائی جان کو انگلینڈ آئے پندرہ برس ہو گئے تھے اور گھر والوں کے بار بار اصرار کی وجہ سے انہوں نے تیاری کی تھی ساتھ ہی مجھے بھی کہا تم بھی چلو عزیزوں سے مل آنا۔ میں پہلے ہی موقع کی تلاش میں تھا۔ بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

چنانچہ ہم چلے آئے۔ جس دن گھر پہنچے سڑک پر بے شمار لوگ جمع تھے اور کوئی جنازہ قبرستان کی طرف جا رہا تھا!!

میں نے بڑھ کر ایک آدمی سے پوچھا بھائی یہ جنازہ کس کا ہے تو وہ سوگوار لہجے میں بولا یہ نثار احمد کی لڑکی جمیلہ کا جنازہ ہے، بے چاری کافی دیر سے تپ دق کی مریض تھی! بہت نیک لڑکی تھی۔ خدا جنت نصیب کرے!!

یہ سن کر مجھ پر سکتہ سا طاری ہو گیا مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے معلوم ہوا کہ بلندی سے یکایک پستی کی طرف آ رہا ہوں۔ جس فاصلے کو کم کر کے آیا تھا، میرے لئے اب وہ لامتناہی بن گیا۔ میری خوشیوں کا چمن ویران ہو گیا، امیدوں کی دنیا اجڑ گئی!! میری آشائیں خاک میں مل گئیں میں بڑی مشکل سے گھر تک پہنچا۔

دس پندرہ دن کے بعد جمیلہ کی سہیلی نسیم مجھے مل گئی۔ دیکھتے ہی کہنے لگی میں تمہاری ہی طرف آ رہی تھی، تم بڑے ظالم ہو! کسی کی زندگی لے کر تمہیں کیا ملا؟ میں نے کہا نسیم مجھے تمہاری کوئی بات سمجھ نہیں آئی آخر تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ وہ بولی میں تمہیں کیا کہہ سکتی ہوں کہنے والی تو اس دنیا سے چلی گئی۔ یہ لو اس کا خط اور خود ہی پڑھ لو۔ میں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے خط کھولا لکھا ہوا تھا۔

میرے جان سے زیادہ پیارے سلیم! میں بچپن ہی سے تمہیں بے حد چاہتی ہوں، ایک دبی دبی سی چنگاری میرے سینے میں سلگتی رہی، میں نے کئی دفعہ کوشش کی کہ تمہیں سب کچھ بتا دوں لیکن میری زبان نے میرا ساتھ نہ دیا اور دل ہی دل میں تمہارا انتظار کرتی رہی۔ میرے والدین نے تمہارے بعد میری منگنی بھی میرے خالہ زاد شفیق سے کر دی۔ جسے میں ہرگز پسند نہیں کرتی۔ میں نے زندگی میں صرف تمہیں چاہا اور مرتے دم تک تمہیں چاہتی رہوں گی، میرے خوابوں کے شہزادے! ایک تو تمہارے پیار کو ترستی رہی، دوسرے شفیق کے ساتھ منگنی نے میری رہی سہی امید بھی ختم کر دی۔ دن رات جل جل کر میں راکھ ہو گئی ہوں، میں اب تپ دق کی مریض ہوں۔ ڈاکٹروں نے اب اسے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ میرا آخری وقت بہت قریب آ رہا ہے! دل میں حسرت تھی کہ مرنے سے پہلے تمہیں دیکھ لیتی۔ لیکن میری اتنی قسمت کہاں! تم تو ہزاروں میل دور بیٹھے ہو۔ نہ جانے اس بدنصیب کو کبھی یاد بھی کیا ہے یا نہیں۔ کاش میں صرف تمہاری ایک جھلک دیکھ سکتی!!

میں نے آج تک یہ راز اپنے سینے میں چھپائے رکھا۔ اور اب بھی یہ راز راز ہی رہتا اگر میں موت کی دہلیز پہ نہ پہنچ گئی ہوتی! میں نے صرف نسیم کو یہ راز بتایا ہے۔ تاکہ میرا یہ دکھ بھرا افسانہ تم تک پہنچ سکے!!

میرے سلیم! جب تم آؤ گے اس وقت تک میرا جسم بھی خاک میں مل چکا ہو گا اب میری زندگی ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے جو ہوا کے بے رحم تھپیڑوں سے گل ہو جائے گا۔ لمحہ بہ لمحہ موت میرے قریب آ رہی ہے اور زندگی مجھ سے دور بھاگ رہی ہے۔ اور شاید میں چاہتی بھی یہی ہوں، کیونکہ جس دل نے تمہارے لئے دھڑکنا سیکھا ہے وہ کبھی اور کا نہیں ہو سکتا۔ اس کا واحد حل صرف ہے، میری موت۔! اچھا اب تم سے اجازت چاہتی ہوں اگر کوئی زندگی میں بھول چوک ہو گئی ہو تو معاف کر دینا اور کبھی کبھی ایک حسرت کی نگاہ سے میری قبر دیکھ جانا کہ یہاں بھی کوئی بدنصیب دفن ہے، جس نے پھولوں کی تمنا میں اپنا دامن کانٹوں سے بھر لیا۔!!!

تمہاری فقط تمہاری بدنصیب "جمیلہ" آہ!

میری جمیلہ مجھ سے روٹھ کر چلی گئی اور میں اسے منع بھی نہ کر سکا" کتنا بدنصیب ہوں میں" میرا غم لاعلاج ہے! اس کا کوئی علاج نہیں!! شاید جمیلہ کی معصوم محبت کی مجھے سزا مل رہی ہے۔!!!

اعترافِ گناہ

ایک مذہبی پروگرام پیش کرنے کے لئے بی بی سی کے نمائندے کو روم کیتھولک پادری کے پاس بھیجا گیا۔ تاکہ وہ پادری سے انٹرویو لے سکے۔ نمائندہ چرچ میں پہنچا تو کچھ لوگ اعترافِ گناہ کر رہے تھے۔ نمائندے نے سوچا انٹرویو کے لئے سب سے اچھی جگہ یہی ہے۔ چنانچہ وہ انتظار کرتا رہا تاوقتیکہ سارے لوگ اعترافِ گناہ کر کے وہاں سے رخصت نہیں ہو گئے۔ سب سے آخر میں بی بی سی کا نمائندہ اعترافِ گناہ والی کھڑکی پر پہنچا اور اپنا تعارف کراتے ہوئے بولا "فادر! فادر میں آپ کے قیمتی وقت سے چند لمحات لینا چاہتا ہوں۔ میں بی بی سی کا نمائندہ ہوں۔"

پادری صاحب نے جواب دیا۔ "مجھے خوشی ہے کہ تم میرے پاس چلے آئے میرے بیٹے اخباری طرح اعترافِ گناہ کرنے کی ہمت کم ہی لوگوں میں ہوتی ہے۔"

ماہر ڈاکٹر

جلدی امراض کے ایک ڈاکٹر سے کسی نے پوچھا "آپ نے خاص طور پر یہ لائن کیوں اختیار کی؟" ڈاکٹر نے جواب دیا۔ "اس کی تین بڑی زبردست وجوہ تھیں۔ پہلی یہ کہ میرے مریض مجھے رات کو نہیں جگاتے، دوسری وجہ یہ کہ وہ مرتے نہیں، اور تیسری یہ کہ وہ کبھی ٹھیک نہیں ہوتے۔

تنخواہ کا مسئلہ

ایک آدمی غریب اور بیکار تھا اس نے اپنے مسائل حل کرنے کے لئے ایک منیجر منتخب کیا۔

کسی دوسرے آدمی نے سوال کیا کہ آپ تو خود بیکار ہیں۔ منیجر کو تنخواہ کہاں سے دیں گے؟

اس نے جواب دیا۔ "یہ بھی ایک مسئلہ ہے وہی حل کرے گا۔"

خوش اخلاقی کا مظاہرہ؟

ایک مشہور کرکٹر نے ایک بار کھیل کے میدان میں ایک چھوٹے سے بچے کو جھڑک دیا۔ اخبارات میں اس کی بد اخلاقی پر بڑی لے دے ہوئی خود کھلاڑی کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ بچے کا پتہ معلوم کر کے وہ اس کے گھر گیا۔ اس کی آٹوگراف بک منگوائی۔ دستخط کئے اور مسکرا کر پوچھا "اب تو تم خوش ہو گئے ہو گے!"

"جی ہاں" بچے نے اس کی آستین پکڑ کر کہا "میرا فاؤنٹین پین آپ نے اپنی جیب میں لگا لیا ہے اسے واپس کرتے جائیے۔"

خدا کے نزدیک بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوست کا خیر خواہ ہو (نبی کریمؐ)

عبرت سرائے دہر ہے

ابو سلمان

جہاں جنگ ابھی جاری ہے

ایک خیال افروز مضمون

روسی حملہ کے بعد مغربی اور اسلامی ممالک نے افغانستان کو امداد دینا بند کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ملک روسی امداد پر مکمل انحصار کرنے لگا۔ معتبر ذرائع کے مطابق یہ امداد جو ۱۹۷۹ء میں ۴۴ ملین امریکی ڈالر تھی گزشتہ سال ۴۸۰ ملین ڈالر تک پہنچ چکی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۹۶ فیصد روسی معاشی امداد چار ملکوں کے لیے مختص ہے۔ ان میں کیوبا، ویتنام، منگولیا اور افغانستان شامل ہیں۔ افغانستان کو دی جانے والی امداد کا بہت بڑا حصہ اشیاء ضروری کی صورت میں ہوتا ہے۔ یہ اشیاء گندم، چینی، چاول، خوردنی تیل اور ٹیکسٹائل کی مصنوعات پر مشتمل ہیں۔ دیگر امداد ان شعبوں سے متعلق ہے جس کے نتیجہ میں افغانستان کا اپنے اس شمالی ہمسایہ ملک پر انحصار دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ اس طرح کے منصوبے ہیں جو بالواسطہ یا براہ راست روسی فوجی قبضہ سے تعلق رکھتے ہیں یا یہ دونوں ملکوں کے باہمی مفادات کو پروان چڑھانے کے نتیجہ میں شروع کئے گئے ہیں۔ جن منصوبوں کے نتیجے میں افغانستان کا انحصار روس پر بڑھ رہا ہے ان میں مندرجہ ذیل ہیں: ٹرنک روڈ سسٹم کا پھیلاؤ اور اس کی مرمت، دریائے آمو پر ریل اور سڑک کے مقاصد کے لیے ایک بڑے پل کی تعمیر، موجودہ آئل فیلڈ کے پھیلاؤ کا منصوبہ اور قدرتی گیس کی صنعت کی نشوونما۔ دوسرے منصوبے صوبائی وزارتوں کی ترقی اور روس سے کابل تک ۲۲۰ کے وی بجلی لائن بچھانے کا منصوبہ ہے۔ بجلی کے اس منصوبے کو افغانستان بہت زیادہ اہمیت دے رہا ہے۔ افغان معیشت کی تعمیر نو اور روسی بلاک سے اس کو مربوط کرنے کی کوششوں کا ان سرکاری اعداد و شمار سے صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ افغانستان ابھی ۴۸ فیصد مشینری اور ٹرانسپورٹ کے سامان کے لیے روس پر انحصار کر رہا ہے۔ ۹۵ فیصد سوتی کپڑا اور ۹۶ فیصد پٹرولیم کی مصنوعات اور تمام چینی روس سے درآمد کی جا رہی ہے۔ ان سرکاری ذرائع کا کہنا ہے کہ صرف حیرتان، شیر خان اور تورغنڈی کی دریائی بندرگاہوں سے ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران ...... ٹن رسد کا مال افغانستان بھیجا گیا۔ گزشتہ سال کی نسبت یہ مال ۵۲ فیصد زیادہ ہے۔

ملک میں معاشی منصوبہ بندی بیشتر روسی کنٹرول میں ہے اور اس بات کا اندازہ ان کی ترجیحات سے بھی ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ملک میں ۷۰ فی صد سے زیادہ آبادی زرعی شعبے میں کام کرتی ہے۔ مگر ۸۴-۱۹۸۳ء ترقیاتی منصوبہ بندی معدنیات، صنعت اور بجلی کی ترقی کو ترجیحات میں شامل کرتا ہے۔ معدنیات، صنعت اور بجلی کے منصوبوں [illegible] ۳۰ فیصد [illegible] ٹرانسپورٹ [illegible] جبکہ زراعت پر صرف ۱۰ فی صد خرچ ہوگا۔ افغانستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے [illegible]

بیان میں کہا ہے کہ حالیہ خوراک کی درآمدات ڈیڑھ سے دو لاکھ ٹن گندم، ۳۴ ہزار ٹن چاول، ۱۷ ہزار ٹن خوردنی تیل اور ہزاروں ٹن ڈیری فارم کی پیداوار میں۔ یہ ایک محتاط اندازہ ہے اور اصل اعداد و شمار اس سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔ گندم کی درآمدات ۷۹-۱۹۷۸ء میں ایک لاکھ ٹن تھیں اور ۸۱-۱۹۸۰ء میں یہ بڑھ کر دو لاکھ چالیس ہزار ٹن ہو گئیں۔ سرکاری خبر رساں ایجنسی باختر نے مئی میں یہ اطلاع دی کہ اس سال چینی کی درآمدات ایک لاکھ ۸۵ ہزار ٹن ہو گی۔ چینی کی یہ درآمدات ۱۹۸۱ء سے ۱۶ فیصد زیادہ ہیں۔ ۱۹۸۱ء میں افغانستان میں چقندر سے تیار شدہ چینی کی پیداوار کا صرف ۴۳ ہزار ٹن تھا جبکہ ۱۹۷۹ء سے پہلے یہ صرف ایک لاکھ ٹن تھا۔

سال ۱۹۸۱ء کے پہلے دس ماہ کے دوران اشیائے صرف کی قیمتیں ۳۰ فیصد تک بڑھ چکی تھیں۔ ایک مشیر افغان انجینئر کے مطابق جس نے مئی میں اپنا وطن چھوڑ کر پاکستان میں پناہ لی، روسی حملہ کے بعد اب تک قیمتیں دو سو چالیس گنا تک تجاوز کر چکی ہیں۔ بجلی کی سپلائی کا نظام بے اعتبار اور ناکافی ہے۔ یہ صورت حال بجلی کا پلانٹ ٹوٹنے پھوٹنے اور ٹرانسمیشن لائنوں کے متاثر ہونے سے پیدا ہوئی ہے۔ کابل میں گزشتہ سال کے آخر میں بجلی کی سپلائی میں کمی بیشی ایک عام سا واقعہ تھا اور کچھ علاقے بارہ بارہ گھنٹے اور بعض صورتوں میں پورا پورا دن بجلی سے محروم رہتے۔ ہرات میں ہر شام بجلی صرف ۴ گھنٹے کے لیے آتی تھی جبکہ قندھار میں بجلی کی سپلائی تقریباً نایاب تھی۔

ٹیکسٹائل فیکٹریاں اور سیمنٹ کے کارخانے یا تو بند ہو کر رہ گئے یا اپنی پیداواری صلاحیت سے بہت پیچھے رہ گئے تاہم چند اہم کارخانے کام کر رہے تھے۔ اس لیے کہ ان کی حفاظت کے لیے خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ باقی ماندہ جو بکھرے ہوئے ہیں۔ انہیں آسانی سے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے حتیٰ کہ تربیت یافتہ ببرک کا ہجوم اس ابتلا کو ختم نہیں کر سکا۔

اب نئے حالات میں افغانستان کی ۷۰ فیصد تجارت روسی بلاک کی اشتراکی گروہ بندی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ ۱۹۷۸ء میں اس گروہ کے ساتھ افغانستان کی تجارت ۴۵، ۲۹ تک تھی۔ صرف اور صرف روس کے ساتھ اب یہ تجارت ۳۸ فیصد سے بڑھ کر ۵۶ فیصد تک پہنچ چکی ہے اور ایک اندازے کے مطابق ۱۹۸۱ء اور ۱۹۸۲ء کے دوران افغان سوویت تجارت تین گنا تک بڑھ جائے گی۔ حالیہ سال کے دوران ۶۲ فی صد تک افغان برآمدات اور ۷۰ فیصد تک تمام درآمدات روسی بلاک کے ساتھ ٹرانسفر (ریلڈ) کے نظام کے تحت [illegible]

چشمہ افغانستان کو گیس کی بہت کم قیمت ادا کی ہے۔ حال ہی میں بڑھائی گئی ہیں اور اب خیال کیا جاتا ہے کہ یہ قیمتیں دنیا بھر کے معیار کے مطابق بہت کم ہیں اور سائبیریا سے حاصل ہونے والی گیس پر جو قیمتیں مغربی یورپ کے ممالک سے وصول کرتا ہے افغان گیس کے عوض ادا کی جانے والی قیمتیں اس سے کہیں کم ہیں۔ یہ ایک اور تلخ حقیقت ہے کہ گیس کی یہ قیمتیں ایسے ہی ٹوکن کے طور پر مقرر ہیں۔ اس لیے کہ افغانستان روسی قرضوں اور درآمدات سے بہت زیادہ زیر بار ہے جو اب ایک اندازے کے مطابق تین بلین ڈالر تک پہنچ چکی ہیں۔ افغانستان کے گیس اور پٹرولیم کے شعبہ کے سابق سربراہ عبداللطیف نے ایک اہم بات کا انکشاف کیا ہے کہ افغان اس گیس کی پیداوار کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے اس لیے کہ گیس کی پیداوار ناپنے کے پیمانے اور آلات تمام تر روسی سرحدوں کے اندر نصب کئے گئے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۸۲-۱۹۸۱ء میں گیس کی پیداوار ۲۰۷ بلین کیوبک میٹر تھی مگر ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران پیداوار کا ہدف یہ ہے کہ اسے تین بلین کیوبک میٹر اور بھی بڑھا دیا جائے۔ اس کے علاوہ مزار شریف کے پیٹروکیمیکل پلانٹ سے تیار شدہ اعلیٰ درجے کی یوریا کھاد زیادہ تر روس بھیجی جاتی ہے۔ اسی طرح [illegible] کے قائم کئے ہوئے سیمنٹ کے کارخانوں میں دلچسپی لے رہا ہے۔ بامیان صوبے کے مقام حاجی گک پر اعلیٰ درجے کے لوہے کے ذخائر کا اندازہ ۱۰۷ بلین ٹن تک ہے

کابل کی پیداوار روس پہنچتی ہے۔

ایک ماہر معاشیات جو اب تک کابل کی وزارت منصوبہ بندی میں کام کرتا رہا ہے کہ ان معاہدوں کے تحت جن کی مدد سے افغانستان نے سیمنٹ کے بدلے چینی خریدی افغانوں کو عالمی قیمتوں کے برعکس جو چینی حاصل ہوئی اس میں سے فی ٹن ۹۷ ڈالر کا خسارہ اٹھانا پڑا۔ اس میں یہ ایک عجیب بات ہے کہ روس افغانستان سے بعض اشیاء سستے داموں خرید کر مشرقی یورپ کے ممالک میں بیچتا ہے۔ اور اس طرح بہت سا مال کماتا ہے۔ مثلاً چھل، زیتون، خشک میوہ جات اور شہد افغانستان سے درآمد کر کے اس سے بے پناہ منافع کمایا جاتا ہے۔

افغانستان کے پاس عالمی منڈی سے اشیاء خریدنے کے لیے زرمبادلہ کی بہت کمی ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق دعویٰ یہ ہے کہ ۸۲-۱۹۸۱ء میں یہ زرمبادلہ ۵۰ ملین ڈالر زائد تھا مگر در اصل ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر کم ہو رہے ہیں۔ یہ ذخائر مارچ ۱۹۸۰ء میں ۴۷۵ ملین ڈالر تھے اور ۱۹۸۱ء کے اختتام تک یہ ۲۳۸ ملین ڈالر رہ گئے۔ کابل انتظامیہ نے مجبور ہو کر روس سے یہ کہا ہے کہ وہ ان کی طرف سے تیسری دنیا کے ممالک سے مال خریدے۔ اس طرح جو رقم ادا کرنا ہوتا ہے وہ قدرتی گیس کے بل سے کاٹ لیا جاتا ہے۔ حال ہی میں جنوبی کوریا سے جاپانی اور ملیشیا سے خوردنی تیل کی خریداری اسی کی مثالیں ہیں۔ روس ہندوستان کے ساتھ ایک تجارت کے سلسلے میں وہاں کی واجب الادا رقم کو افغانستان کے لیے اشیائے صرف خریدنے میں استعمال کر رہا ہے۔ ماسکو افغانستان کے بے پناہ معدنی ذرائع کی دریافت میں بہت زیادہ [illegible] ایک کے مقام پر [illegible] کہ ایک پلاٹینم جات بڑے ذخائر موجود ہیں جو بہت اعلیٰ درجے کا ہے۔ اعلیٰ درجے کی کرومیم کے ذخائر نے روس کو بڑا استفادہ کیا ہے۔ جبکہ افغانستان میں مصروف عمل روسی ماہرین ارضیات نے اپنی پیمائشوں اور تحقیقات کے نتیجے میں واضح کیا ہے کہ یہاں یورینیم، پرل، پرانسٹ، پارہ اور بہت سی دیگر معدنیات اور بیش بہا جواہرات تک موجود ہیں۔ روس فوجی امداد کے اعداد و شمار صحیح صحیح تو میسر نہیں ہیں مگر مغربی ذرائع نے ۱۹۸۱ء میں براہ راست روسی فوجی امداد کا اندازہ دو بلین ڈالر بتایا ہے۔ حیران کن حد تک یہ بات سامنے آئی ہے کہ کیوبا اور ویت نام کی طرح افغانستان روس سے بغیر قیمت کوئی فوجی ساز و سامان حاصل نہیں کرتا۔ ان دو ملکوں کے ساتھ قیمتوں کا تو موازنہ ہو سکتا ہے مگر جو سامان بھیجا جاتا ہے اس کا معیار مختلف ہوتا ہے۔ افغانستان جیسی ناگزیر ریاست پر اتنا اعتماد نہیں کیا جاتا کہ اسے ویسا جدید ساز و سامان دیا جائے جیسا کہ کیوبا اور ویت نام کو دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں روسی خدشات بجا طور پر موجود ہیں کہ یہ ساز و سامان تحریک مزاحمت کے سپاہی چھین کر اپنے مقاصد کے لیے استعمال کریں گے۔

لاہور نامہ ۔ انتظار حسین

شہر پھولوں کے سوگ میں ہے

شہر لاہور ان دنوں سوگ میں ہے۔ جگ مگ پھول کی [illegible] شہادت کا غم ہنوز تازہ ہے۔ اہل دل متفکر ان کا ماتم کرتے ہیں اور حیران ہو رہے ہیں کہ یا اللہ ان سارے پھولوں کو روان جو انالوجی کریں برباد ہو جانا تھا۔ ے

پھول آ تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

اور ان غنچوں پر جو ایل ڈی اے کے ہاتھوں پامال ہو گئے۔

آپ جانتے ہیں کہ شاعر تو بہت حساس ہوتے ہیں اور غنچہ و گل سے تو ان کا ربط خاص ہوتا ہے۔ ان کے [illegible] کوئی سمجھے نہ سمجھے شاعر بہ حال سمجھتے ہیں۔ عبدالعزیز خالد سے تو آپ خوب واقف ہیں۔ ان کی لغت شاعری کے ہم سب مداح ہیں۔ اب انہوں نے ایک مرثیہ لکھا ہے [illegible] کا مرثیہ۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے اپنی آنکھ سے وہ عبرتناک منظر دیکھا جب ایل ڈی اے نے شہر کے کنارے کھیری زمینوں کو پامال کر دی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

شاعر نے غنچہ و گل کی شہادت کا منظر دیکھا اور رنج کے [illegible] شعر رویں ان کی نظم درج ذیل ہے۔

ہاتھوں میں ہے تسبیح، بغل میں قرآں
لکھی ہی تھی دست متاع ایماں

ہاتھی ارشاد نبی ہو کو ہے [illegible]
خیر الناس انفعهم للناس

[illegible] جو ہو [illegible] خواص و عوام
ہے خدمت [illegible] باب اسلام

کرتے ہیں غلط فیصلے حسب منشا
لہذا ان کے [illegible] علیہم [illegible]

ان کو ہی معلوم نہیں اہل چمن
مرغان صفیر زن ہیں یا زاغ و زغن

یہ اگر کوئی کام کبھی [illegible] کرتے
دھرتی سے [illegible] احسان ہے

لیں [illegible] جہان [illegible] کی خبر
[illegible] کا تماشا ہی واں؟

خوشبو کو ہے تشویش و دماغ غنچہ
خالہ کو غم ہجرت یاران صفا

اے امت بے [illegible] تنگ اسلام!
دیکھیں ترے [illegible] کی [illegible]

کرتا نہیں کوئی کار عمار بری ول
ہوتا فزوں ہے رنج گرانی دل کا

ہے وارد مرا اعتراض بہتاں سے بیرون
بہتان باطل کو رشتہ کیسے کروں!

تصدیق کروں دل سے زباں سے اقرار
ان الانسان لظلوم جفّار

[illegible] زمینوں پہ چلاتے ہیں جو ہل
[illegible] ہے مرض ان کے دماغوں میں خلل

کرتے ہیں جو انسان چمن کو برباد
[illegible]

ہم کو [illegible] آل فرعون [illegible]
اولاد نباتات کو جو قتل کریں

[illegible]
[illegible] اخذوا وقتلوا تقتیلا!

پامال کے ہاتھ سے [illegible]
دہشت ہے [illegible] ساماں [illegible]

زیبا ہے لقب ان کو [illegible]
[illegible]

پیدا گلشن سبزہ و گل [illegible]
برباد کی خالی و خط ارض وطن

[illegible]
[illegible]

[illegible] ان کو [illegible]
پل ان کے [illegible]

بہترین بیوی وہ ہے جب خاوند اسے دیکھے تو پھولے نہ سمائے اگر اسے کوئی حکم دے تو فوراً بجا لائے اور بہترین خاوند وہ ہے جو بیوی کے ساتھ حسن سلوک رکھے۔ (نبی کریم ﷺ)

غزلیں

فگار سینہ دل آفت رسیدہ لوگوں سے
یہ ساری رونقیں ہیں آبدیدہ لوگوں سے

جب آنکھ کھلتی ہے تو کیا خیال آتا ہے
یہ بات کون کرے خواب دیدہ لوگوں سے

ہر ایک راستہ جاتا ہے موت کی جانب
نہ دل گرفتہ ہو ان سرکشیدہ لوگوں سے

یہ پیرہن کی چمک کیوں اداس کرتی ہے
کبھی یہ پوچھ تو دامن دریدہ لوگوں سے

ہر ایک لمحۂ آئندہ کا فسوں ہے نیا
مجھے یہ علم ہوا اس رسیدہ لوگوں سے

عقیدے کا نہیں ہونا بھی اک عقیدہ ہے
مجھے الگ ہی سمجھ باعقیدہ لوگوں سے

نیا چراغ کبھی یوں بھی ہوتا ہے روشن
کہ اختلاف کرے برگزیدہ لوگوں سے

میں جو کل پیراہنِ خاک بدل کر آیا
وہ بھی پہنے نئی پوشاک بدل کر آیا

اے زمیں زاد تری رفعتیں چھونے کیلئے
تجھ تک میں کئی افلاک بدل کر آیا

ہم سے کرے بے سروسامانیٔ ہجرت پہ سوال
اس سے مت پوچھ جو املاک بدل کر آیا

عشق میں کوئی تکلف کی ضرورت تو نہیں
پھر وہ کیوں دیدۂ نمناک بدل کر آیا

اس کو راس آئی ہے یہ بزمِ جہاں جو بھی یہاں
اپنے پیمانۂ ادراک بدل کر آیا

آنسوؤں سے نہ بدل پایا رخِ بادِ جنوں
پر مزاجِ خس و خاشاک بدل کر آیا

جمال احسانی

اولاد اور ہماری ذمہ داریاں

تحریر: ایم ایس مرزا

ماں باپ کو چاہیے کہ جس طرح دنیاوی ترقی اور مادی مفادات کے لئے اولاد کی فکر رکھتے ہیں اسی طرح ان پر لازم ہے کہ وہ ان کی روحانی ... تربیت پر بھی توجہ دیں تاکہ ... اچھے شہری بن سکے ... جب وقت ... ان کی نیکی ، خوش اخلاقی ہو ... دین کی ایک علامت ہے۔

حضرت ابو درداؓ حضورؐ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی چیز زیادہ بھاری مومن کی میزان میں قیامت کے دن خلق حسن سے اور بے شک اللہ تعالیٰ ناخوش ہے گالی بکنے والے بے ہودہ بے حیا سے۔

ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ حتی المقدور اپنی اولاد کو بد خلق اور بد مزاج ہونے سے باز رکھے۔ بزرگان دین، اساتذہ کرام، اعزہ و اقارب اور اپنے بیگانے کے ساتھ حسن سلوک رکھنے توقیر عزت اور آداب و ملاقات کے قاعدے اور طریقے بتائے جائیں۔

حضورؐ نے فرمایا بے شک ادب سکھانا آدمی کا اپنے بچوں کو ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے۔ نہیں دیا کسی باپ نے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ کہ وہ بہتر ہو ادب حسن سے۔

یہ بات ہمیں دل میں بٹھا لینی چاہیے کہ دنیا چند روزہ ہے۔ اگر ذرا سی بھی کوتاہی برتی تو ہم تو بڑی مجرم کی حیثیت سے پہچانے جائیں گے آج ہماری مائیں، بہنیں وقت، پیسہ اور سہولت ہونے کے باوجود اس عظیم الشان خدمت سے غافل گھروں، بازاروں کے چکر کاٹتی ہیں مگر بچوں کی تعلیم و تربیت پر قطعاً توجہ نہیں دیتیں خطرہ ہے کہ ہمارے بچے موجودہ معاشرتی بے راہ روی کی لعنتوں میں گرفتار ہو کر نہ صرف ہم سے بغاوت کر بیٹھیں گے بلکہ اسلام سے ہی دور ہو جائیں گے۔ ہماری ہر نقل و حرکت بچوں پر اثر انداز ہوتی ہے اس لئے ہمیں خود بھی اپنے گھروں میں اسلامی اصولوں کا پابند ہونا پڑے گا۔ مسجد میں گھنٹے دو گھنٹے کی تعلیم ناکافی ہے۔ اصل گھر کا ماحول اور دینی فضا ہے علامہ اکبر الٰہ آبادی فرماتے ہیں۔

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ ہے ڈبے کا تعلیم ہے سرکار کی

گھر کے اندر کی سرگرمیوں میں ماں کی خاص اہمیت ہے۔ ماں کی ذمہ داری میں نسل نو کی داشت و پرداخت اور دیکھ بھال ہوتی ہے۔ ماں کی گود پہلا مدرسہ ہے۔ ماں جتنی مہذب، شائستہ اور بلند خیال ہوگی بچے پر ویسے ہی اثرات مرتب ہوں گے۔

وہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی
(علامہ اقبالؒ)

اکثر دیکھا گیا ہے کہ رات گئے تک ہمارے خوشحال گھرانے کے مسلمان لڑکے، لڑکیاں باہر سڑکوں پر غیر مذہب کے نوجوانوں کے ساتھ خوش گپیوں اور چھیڑ چھاڑ میں مشغول رہتے ہیں اور والدین مزے کے ساتھ گھروں میں بیٹھے رنیا و مافیہا سے بے خبر ہیں کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ وہ اسی پر مست اور مطمئن ہیں کہ ہم زندہ دل اور مہذب ہیں کہ اولاد پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالتے۔ حالانکہ اولاد کے ساتھ اس طرح کی نرمی اور محبت اولاد کے ساتھ دشمنی ہے۔ انہی بچوں پر کل جب ذمہ داریاں آن پڑتی ہیں تو ہم بچھتاتے ہیں۔ بالخصوص لڑکیوں کے والدین کو اکثر یہی کہتے سنا گیا ہے کہ "لڑکیاں پرایا مال" ہے۔ خدا ان کا مقدر اچھا کرے۔ جب ہماری غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے لڑکیاں دوسرے گھروں میں اخلاقی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے مار پیٹ، طلاق اور ناچاقی کا نشانہ بنتی ہیں تو پھر والدین کہتے ہیں کہ بچی کی تقدیر اچھی نہ تھی دنیاوی تعلیم اور آزادی کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش اور اسلام سے آزاد ہو گئے۔ بلکہ دینی تعلیمات سے آراستہ کرنا فرض عین ہے جس کی آخرت میں باز پرس ہوگی۔ جس تعلیم کو آج ہم فخر و مباہات سمجھتے ہیں وہ علامہ اقبالؒ کے خیال میں خسران عظیم ہے۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

اللہ جل شانہ، دختران ملت اور نونہالانِ اسلام کو بڑھتے ہوئے بے دینی کے سیلاب سے محفوظ رکھے۔ آمین

صفورہ بیگم: ہمت کی داستان

یونیسف فیچر

صفورہ بیگم بیوہ نہیں ہے، لیکن بیوگی اس کے ساتھ ہے۔ کیونکہ وہ یہ ثابت نہیں کر سکتی کہ وہ بیوہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ سفید لباس پہنتی ہے، سہاگنوں والا رنگین لباس نہیں۔

صفورہ کا شوہر ایک ٹھیکیدار تھا۔ اس کے چھ بچے تھے، لیکن کمائی اتنی تھی کہ اچھی خاصی اندازہ کی ... آمدنی سے بیوی بچوں کے لئے بسر ہونے کے ذریعے ہو سکتا تھا ۱۹۸۱ء میں اس پر ... پڑی۔ بنگلہ دیش ہنگاموں سے گزر رہا تھا۔ ایک روز اس کا شوہر گھر سے نکلا اور پھر واپس نہیں آیا۔ ادھر ٹھیکیدار کے ملازموں کو جب اپنے مالک کی گمشدگی کا علم ہوا تو انہوں نے اس کی ساری املاک لوٹ لیں۔ ایک ملازم نے اس کے ٹرک چوری کر لئے، دوسرے نے کچھ زمین پر قبضہ جما لیا کیا اس کا تو کچھ بھی نہیں تھا۔ صفورہ بیگم ان دنوں کو یاد کرکے کہتی ہے۔ میں نے ایک ایک سے فریاد کی، وہ ماتمی۔ ان دنوں بچے گھر میں بھوک سے بلک رہے تھے۔ یہ حالت مجھ سے دیکھی نہ جاتی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے میں پاگل ہو جاؤں گی۔

لیکن کوئی کام نہ آیا، کسی نے مدد نہ کی۔ وہ سب مجھے پاگل کہتے تھے۔

پھر میں نے اپنی مدد آپ کرنے کا تہیہ کیا۔ صفورہ بیگم نے سارے زیورات بیچ ڈالے اور ایک رکشہ خرید لیا۔ انہوں نے پہلے تو رکشہ چلانے کے لئے ایک ملازم رکھا، لیکن وہ دھوکے باز نکلا۔ پھر صفورہ نے رکشہ چلانا خود سیکھا، اور کرایہ لینے لگی۔ اب ایک آدمی رکھا جو کپڑے لے کر بازار جاتا کیونکہ وہ پردہ دار عورت ہونے کے ناطے وہ خود بازار نہیں جا سکتی تھی۔ لیکن یہ دوسرا آدمی بھی چور نکلا تو صفورہ نے بازار جا کر اپنا کپڑا خود بیچنے کا فیصلہ کیا۔ لوگ مجھے اب بھی پاگل کہتے تھے۔ ان کے خیال میں اتنی محنت اور مہارت کا کام عورت نہیں کر سکتی لیکن میں نے وہ سب کچھ کر دکھایا۔

اب وہی افسر جو صفورہ بیگم کو دیکھ کر منہ پھیر لیتے تھے، اس کی مدد کرنے کو آمادہ ہو گئے۔ صفورہ کو چونکہ سلائی آتی ہے، لہٰذا انہوں نے خاتون کو سوشل ویلفیئر کے محکمے میں ٹریننگ کی انسٹرکٹر رکھ لیا ہے۔ وہ آٹھ گھنٹے کی ملازمت کے بعد ہمسایوں کے بھی کپڑے اجرت پر سی لیتی ہیں۔ انہیں ملازمت کا تحفظ حاصل ہے۔ محنت انہیں مصروف رکھتی ہے۔ وہ سچ مچ ایک بہادر خاتون ہیں۔

جی ہاں! یہ بھی صنفِ نازک ہے!!

ہم یہاں صنف نازک کی "نازکی" کی چند خبریں من و عن درج کر رہے ہیں۔ یہ خبریں ہم نے مختلف اخبارات سے حاصل کی ہیں۔ اور سادی سچی ہیں انہیں پڑھیے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ عورت کس قدر نازک ہے۔

پولیس کو اطلاع ملی کہ ایک شخص اپنی بیوی کو زد و کوب کر رہا ہے پولیس فوراً ہی موقع واردات پر پہنچی تو دیکھا کہ فلیٹ کا دروازہ اندر سے بند ہے اور کسی کے بری طرح کراہنے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ پولیس نے دروازہ کھٹکھٹایا مگر دروازہ بند ہی رہا، آخرکار پولیس دروازہ توڑ کر جب اندر داخل ہوئی تو دیکھا کہ بیوی کی پٹائی کرنے والا اوندھے منہ زمین پر پڑا ہے، اس کے منہ اور پیشانی سے خون بہہ رہا ہے اور اس کی بیوی اس پر سوار ہے۔

(۲) لاس اینجلز کی ایک صنف نازک نے غلط جگہ پر گاڑی پارک کی اور ٹوکنے والے پولیس افسر کی پٹائی کی۔ جب دوسرا پولیس والا اس کی مدد کو پہنچا تو اس نے اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ اور سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گاڑی دوڑائی بڑی مشکل سے پولیس کے ایک دستے نے اس کا تعاقب کرکے پولیس اسٹیشن پہنچایا۔ جہاں اس صنف نازک نے تھانے کے افسر کے لاتیں ماریں اور اپنے لمبے لمبے ناخنوں سے اس کا چہرہ لہولہان کر دیا۔ جب ڈاکٹر اس کا معائنہ کرنے کے لئے بلوایا گیا تو اس صنف نازک نے ڈاکٹر کی بھی اچھی طرح پٹائی کی اس ساری کارروائی کے دوران وہ اپنی پوری قوت سے چیختی رہی کہ تم لوگ مجھے تنگ کیوں کر رہے ہو آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟

(۳) اسرائیل۔ میں صفاد کے مقام پر ایک آدمی بمشکل ڈاکٹر تک پہنچا۔ اور معائنہ کے دوران بے ہوش ہو گیا۔ اس کی دو پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں، ہوش میں آنے کے بعد ڈاکٹر نے پوچھا آخر ماجرا کیا ہے۔ "ڈاکٹر صاحب میری" اس نے جواب دیا "بیوی نے اٹھا کر مجھے زمین پر دے مارا تھا"

(۴) سویڈن میں ایک صنف نازک بے ہوشی کے دوران اسپتال لائی گئی۔ اس کے سینے میں گولی دھنس گئی تھی۔ یہ گولی اس بائیس بور کے پستول کی تھی جو وہ ہمیشہ اپنی انگیا میں رکھتی تھی۔ غلطی سے یہ بھرا ہوا پستول خود بخود چل گیا تھا۔

(۵) پیرس کی ایک ۷۴ سالہ صنف نازک کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کے فلیٹ میں چور گھس آیا ہے تو اس نے لپک کر چور کو پکڑ لیا اور ایک گھونسہ جبڑے پر رسید کیا۔ جب وہ بے بس ہو کر زمین پر گر گیا تو اس نے اس کے دونوں ہاتھ رسی سے باندھ دیئے۔ پھر اس کی پشت پر بیٹھ کر قریبی تھانے پہنچ گئی۔

(۶) ایک امریکی خاتون نے اپنی نوے سالہ والدہ کی گمشدگی کی رپورٹ پولیس میں درج کرائی۔ ایک مہینے کے بعد پولیس نے اس نوے سالہ خاتون کو نیاگرا آبشار کے قریب پا لیا۔ وہ یہاں ہنی مون منا رہی تھی۔

(۷) فیر ہاوٹ ڈبلیو ا پولیس حادثے میں زخمی ہونے والی خاتون سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کو اس کار کا نمبر یاد ہے جس نے ٹکر ماری تھی۔

کیوں نہیں؟ اس خاتون نے جواب دیا اور اپنے پرس سے کار کی نمبر پلیٹ نکال کر میز پر رکھ دی۔

(۸) ولنگٹن (کرن) میں ایک ۵۰ سالہ صنف نازک نے جب مرغوں کے شور و غل کی آواز سنی تو وہ فوراً مرغی خانے میں داخل ہو گئی اور اپنے خالی ہاتھوں سے آٹھ پاؤنڈ وزنی عقاب کو زندہ پکڑ لیا۔

(۹) میڈاسٹون (انگلینڈ) کی ایک صحت مند صنف نازک نے مظاہرہ کرکے یہ بتایا کہ جیل کی مضبوط سلاخوں کو موڑ کر فرار کس طرح ممکن ہے۔

(۱۰) سینٹ جان (این بی) میں ۵ سالہ رچرڈ ٹرروین دریا میں گر گیا۔ تو اسے اس کی ۴۵ سالہ دادی نے بچایا۔ وہ اس کے گرتے ہی دریا میں کود پڑی۔ بعد میں اس نے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ "میں یہ نہیں جانتی تھی کہ میں کیا کرنے جا رہی ہوں۔ اس لئے کہ مجھے تیرنا نہیں آتا"۔

(۱۱) کلکتہ (بھارت) میں ایک صنف نازک نے ایک بڑے سرمایہ دار کے سر پر ایک عربی کی کتاب دے ماری۔ کتاب کا نام تھا۔ "صنف نازک" اس سرمایہ دار کے سر پر ۱۸ ٹانکے لگے۔

یہ کیسے ممکن تھا.....

آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ جنوبی امریکہ میں ایک اڑن طشتری نے ایک سپاہی کو اغوا کر لیا یہ واقعہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۹ء کا ہے جب چلی کا ایک فوجی دستہ بولیویا کی سرحد پر گشت کر رہا تھا۔ اچانک ایک اڑن طشتری ایک جگہ پر آ کر رک گئی۔ اس دستے میں ایک سپاہی آرمینڈو بھی تھا۔ اس نے ساتھیوں سے کہا کہ وہ یہیں ٹھہریں۔ اور وہ اڑن طشتری کے قریب چلا گیا جونہی وہ اس کے قریب پہنچا اڑن طشتری اس سپاہی کو لے کر غائب ہو گئی ٹھیک پندرہ منٹ بعد وہ سپاہی وہیں پر موجود تھا اس کے ساتھی جونہی اس کے قریب پہنچے وہ "میرے خدا" کہہ کر بے ہوش ہو گیا اس کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔ اس کی گھڑی پندرہ منٹ آگے تھی۔ تاریخ ۲۰ اپریل کی بجائے ۲۵ اپریل تھی جب آرمینڈو کو ہوش آیا تو اسے کچھ یاد نہ تھا۔

خواتین

ترتیب: رفعت جاوید

بیگم اختر گیلانی

بیگم زاہدہ خلیق الزماں

خدیجہ مستور

طاہرہ نقوی

ملکہ موسیقی روشن آرا بیگم

١٩٨٢ء خواتین کی خبروں کا سال تھا

باوجود اس کے کہ دعویٰ داری دنیا کی باگ ڈور مردوں کے ہاتھ میں ہے مگر کچھ خواتین ایسی بھی ہیں جو اپنی انفرادیت ذہانت اور کارہائے نمایاں کے سبب خبروں، تبصروں، تنقیدوں اور تعریفوں کا مرکز بنی رہتی ہیں شاید ایسی ہی کے لئے شاعر نے کہا ہے کہ:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

سال گذشتہ کا اگر جائزہ لیا جائے تو ١٩٨٢ء کو گزرے ہوئے کئی سالوں پر اس اعتبار سے فوقیت حاصل رہی کہ یہ خواتین کی سرگرمیوں اور اعلان کی خبروں کا سال تھا اسی ناطے سے اگر ١٩٨٢ء کو عورتوں کا سال کہا جائے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ اس سال کئی خواتین عالمی سطح پر عوام کی توجہ اور اخبارات کی سرخیوں کا مرکز بنی رہیں صرف برطانیہ ہی کی چار خواتین ایسی رہیں جنہوں نے اس سال اخباری خبروں کے ذریعے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی۔ ملکہ الزبتھ، لیڈی ڈیانا، مارگریٹ تھیچر اور اداکارہ کوشارک۔

لیڈی ڈیانا کو اس اعتبار سے دنیا کی تمام خواتین پر فوقیت حاصل ہے کہ وہ ١٩٨٢ء میں سب سے زیادہ خبروں کا موضوع بنیں یہ سال لیڈی ڈیانا کے لئے انتہائی اہم رہا۔ اس سال انہوں نے ۲۱ جون کی شب کو تخت برطانیہ کے وارث کو جنم دیا۔ اس خبر کا ساری دنیا میں بے چینی سے انتظار کیا گیا اس دوران ان کے شب و روز کی ہر چھوٹی اور بڑی خبر اخبارات کے ذریعے عوام تک پہنچائی جاتی رہی۔ برطانیہ کے وارث کی پیدائش سے قبل شہزادہ چارلس اور ڈیانا سے متعلق اپس کے تنازعات کی خبریں بھی آئیں لیکن شہزادے ولیم کی پیدائش کے بعد خبروں کا انداز بدل گیا اب اخبارات نے خبر دی کہ بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں چارلس نے لیڈی ڈیانا کو دس لاکھ پونڈ مالیت کا ایک طلسم پہنایا لیکن جب ڈیانا اپنی پارہ عوام کے سامنے آئی ان کا استقبال ایک مظاہرے سے کیا گیا جو فر کی تجارت کے لئے جانوروں کو ہلاک کرنے کے خلاف تھا۔ لیکن مظاہرین کا کہنا تھا کہ ان کا مقصد شہزادی کی توہین کرنا نہیں تھا۔ سال کے آخر میں ڈیانا جن خبروں کا موضوع بنیں وہ یقیناً انہیں ناپسند ہوں گی ایک ممتاز برطانوی کالم نگار سنڈے ٹیلی ویلین کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ڈیانا ایک عالم اور گھمنڈی عورت ہے جو دن بدن خود سر ہوتی جا رہی ہے اس تنقید کا اثر خواہ کچھ بھی ہو لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ سال گذشتہ کی طرح اس سال بھی ڈیانا عوام کی توجہ کا مرکز بنی رہیں گی۔

ملکہ الزبتھ اور مارگریٹ تھیچر کے لئے ١٩٨٢ء انتہائی دشوار گزار سال ثابت ہوا کیونکہ دونوں خواتین دیگر پریشانیوں کے علاوہ اپنے بیٹوں کی طرف سے بھی پریشان رہیں۔

ملکہ الزبتھ اس واقعہ سے دنیا بھر کی توجہ کا باعث بن گئیں جب ماہ جولائی کے آغاز میں مائیکل فیگان نامی شخص بکنگھم پیلس کے تمام سخت حفاظتی اقدامات کے باوجود ملکہ کی خواب گاہ میں گھس آیا اس واقعہ پر دنیا بھر کے اخبارات نے اپنے اپنے انداز میں حاشیہ آرائی کی جس کا نتیجہ پہاڑی کھدائی کے بعد چوہے کی برآمدگی کی صورت میں نکلا۔ لیکن ملکہ الزبتھ کو اس واقعہ سے زیادہ پریشانی شہزادہ اینڈریو کی طرف سے لاحق رہی جو اس برطانوی طیارہ بردار جہاز میں سوار تھے جسے ارجنٹائن نے فاک لینڈ کی جنگ کے میدان پہنچایا تھا جنگ کے بحران سے نکلنے کے بعد شہزادہ اینڈریو عریاں فلموں کی اداکارہ کو اسٹارک کے عشق کے چکر میں پھنس گئے۔ ملکہ الزبتھ کو شاہی خاندان کی بدنامی کا یہ زہر بمشکل ہی پینا پڑا ہوگا۔

برطانوی وزیراعظم مارگریٹ تھیچر بھی اپنے بیٹے مارک تھیچر کی وجہ سے کئی دن تک پریشان رہیں جو کاروں کی دوڑ میں حصہ لیتے ہوئے جنوبی الجزائر میں راستہ بھٹک گئے تھے۔ لیکن اس سے زیادہ پریشانی کی بات جو کہ دھوکہ تھا جوان کی رہائش گاہ پر لو ہیرجیں ہوا، اور جس میں مارگریٹ بال بال بچ گئیں۔

ملکہ الزبتھ اور لیڈی ڈیانا کی طرح ہندوستان کی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی اور ان کی بہو مانیکا گاندھی کے لئے بھی یہ سال کچھ کم اہم نہیں تھا۔ ١٩٨٢ء میں ساس بہو کی جنگ شروع ہوئی۔ اور گھریلو اختلافات نے سیاسی رنگ اختیار کیا اگست میں مانیکا نے سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کیا یہ پورا سال معروف ساس بہو کا لڑتے جھگڑتے ہی گزرا جس نے اخبار نویسوں کو سرخیاں جمانے کا پورا پورا موقع دیا جب کہ دوسرے لوگوں نے اس جھگڑے سے بارہ مصالحے والی چاٹ کا مزہ لیا۔

بھارت کا ذکر نکلا ہے تو پاکستان اور ہندوستان کے عوام میں افسانوی شہرت رکھنے والی ڈاکو پھولن دیوی کا ذکر نہ کرنا ناانصافی ہوگی ١٩٨٢ء میں پھولن دیوی کی سرگرمیاں ایک بار پھر

لیڈی ڈائنا

ڈینیکا

منظر عام پر آئیں جب اس نے کانپور میں خوف و ہراس پھیلایا اور کلکتہ کے ایک بینک سے دس لاکھ روپے سے زائد کرنسی لوٹ لی۔ دوسری طرف اشوک کمار کو جنموں نے "کہانی پھولن کی" نام سے پھولن دیوی پر فلم بنانے کا اعلان کیا ہے اس سے دھمکی دی ہے کہ اگر اسے فلم میں ظالم عورت کے کردار میں پیش کیا گیا تو نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔

اسی سال کی ایک اور اہم خبر مناکو کی شادی گریس گیلی کی ہلاکت کی ہے، ۵۳ سالہ گریس گیلی ہالی ووڈ کی ممتاز اداکارہ تھیں، جنہوں نے اداکاری کو خیرباد کہہ کر مناکو کے شہزادے ایلیر سے شادی کر لی تھی ماہی شہرت یافتہ فلسطینی مجاہدہ لیلیٰ خالد کے لئے ١٩٨٢ء کچھ اچھا نہیں تھا۔ انہیں اغواء کرنے کا اسرائیلی منصوبہ ناکام ہو گیا البتہ لیلیٰ خالد جون میں اسرائیلی حملوں کے سبب زخمی ہوئیں۔

اردن کی شہزادی ثروت طویل عرصہ کے بعد اس سال فروری میں اپنے میکے پاکستان اپنے شوہر اور بچوں کے ہمراہ تشریف لائیں۔

اسی سال ایران کے معزول شاہ ایران کی بیوہ ملکہ فرح نے اعلان کیا کہ ان کا مصر چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے جب کہ سابق ملکہ ثریا نے فرانس میں اپنے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرائی جس کے متعلق اخبار نویسوں کی رائے ہے کہ وہ از سر نو جوان ہو گئی ہیں وہ معزول شاہ پر بننے والی فلم میں اداکاری کی غرض سے یہ تیاری کر رہی ہیں۔

احباب اگر ١٩٨٢ء میں دنیائے فلم کی طرف ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ فلمی اداکاراؤں کے لئے یہ سال اچھا نہ تھا مشہور فلمی اداکارہ الزبتھ ٹیلر نے جان وارنر سے اس سال طلاق لی جب کہ صوفیہ لورین نے ٹیکس کی چوری کے جرم کی پاداش میں جیل میں، اٹلی جیل کی سلاخوں کے پیچھے گزارے جنہیں اس نے اپنی زندگی کے بدترین دن قرار دیا اداکارہ کو اسٹارک اچانک ہی غیر معمولی شہرت حاصل کر گئی لیکن یہ تو شاید آنے والا سال ہی بتا سکے کہ یہ شہرت کیسے ملا ہوگا۔

شہناز حالی کے ساتھ ساتھ بانو کی ازدواجی زندگی کے لئے یہ سال انتہائی اہم تھا جس نے ان کی ازدواجی زندگی میں ہلچل مچا دی اسماء بیگم سے دلیپ کمار کی دوسری شادی نے انہیں سخت اذیت سے دوچار کیا لیکن اسی سال وہ اس مصیبت سے نکل بھی گئیں جب دلیپ نے مشی میں اسماء بیگم کو طلاق دے دی۔

پاکستانی اداکارہ دیبا خانم کی ازدواجی زندگی میں بھی نازک موڑ اسی سال آیا جب عدالت نے مسز کنیز فاطمہ مرحلین کو ان کا قانونی شوہر تسلیم کرتے ہوئے انہیں حقوق زوجیت ادا کرنے کا حکم دیا جب کہ دیبا اپنے شوہر نعیم رضوی کے ساتھ کامیاب ازدواجی زندگی گزار رہی تھیں۔

اسی سال اداکارہ زیبا نے پاکستان کے فاسٹ بالر سرفراز نواز سے شادی کی۔ لیکن تھوڑے عرصے کے بعد ان کے درمیان اختلافات کی خبریں چھپیں جس کی دونوں نے سختی سے تردید کی۔

یہ سال ملکہ ترنم نور جہاں کے لئے انتہائی اہم اور خوشگوار تھا انہوں نے اس سال بھارت کا دورہ کیا جہاں اندرا گاندھی اور ہندوستانی عوام نے ان کا پرتپاک استقبال کیا اسی سال دسمبر میں انہوں نے اپنی دوسری بیٹی کی شادی کی جس کے باعث ان کے سابق شوہر اعجاز درانی سے ان کی صلح بھی ہوئی۔

اسی سال نشو اور صبیحہ خانم کو بیوگی کا صدمہ اٹھانا پڑا

کارآمد باتیں

پیٹ میں اگر گرانی معلوم ہو اور کھٹے ڈکار آئیں تو ایک گلاس ٹھنڈا پانی پی لینا چاہیے۔

چاقو، قینچی وغیرہ سے ہاتھ پیر کٹ جائے اور خون جاری ہو جائے تو زخم پر برف کا ٹکڑا باندھ دینا چاہیے۔

باسی کھانے کو دوبارہ گرم کر کے کھانا نقصان دہ ہے۔

مٹھائی سے پیدا ہونے والی بدہضمی نمک کم کی سیکنے سے اور پانی کی بدہضمی بھنے ہوئے چنے کھانے سے دور ہو جاتا ہے۔

کانسی اور تانبے کے برتن میں گھی دیر تک رکھا ہوا گھی یا دہی رکھنا مضر صحت ہے۔

رات کے وقت ایک دم جاگ کر پانی پینے سے نزلہ، محنت کے بعد پسینہ ہی تر ہونے کی حالت میں پانی پینے سے زکام کھانسی اور پھل کھانے کے بعد پانی پینا اچھا نہیں ہوتا۔

بار بار تھوکنے سے چہرے پر زردی اور پھیکا پڑ جاتا ہے۔

کھانے کے شروع یا آخر میں نمک اور ادرک ملا کر کھانے سے ہاضمہ تیز ہوتا ہے۔

جس کی قوت ہاضمہ سست ہو اس کو گائے کے دودھ کی جاگ اور ستر ہی کھیر لیکن گائے کا دودھ پینا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوگو! جب تم میں فضول خرچی رائج ہو جائے گی تو تم مفلس ہو جاؤ گے۔"

نام بدل دو

ام المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برے نام بدل دیا کرتے تھے (ترمذی)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ (گنہگار) تھا رسول اللہ صلعم نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا مسلم بشیر بن میمون اپنے چچا اسامہ بن اخدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے ان میں ایک شخص کا نام اصرم (درخت کاٹنے والا) تھا حضورؐ نے اس سے دریافت فرمایا۔ تمہارا نام کیا ہے "اصرم" اس نے جواب دیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اصرم نہیں زرعہ کہو (زرعہ درخت لگانے والے کو کہتے ہیں)۔

عورت اور ماں

(۱) جو پاک دامن عورت پر تہمت لگائے وہ دوزخی ہے (القرآن)

(۲) عورت کی عزت شریف الطبیعت کے لوگ کرتے ہیں (رسول پاکؐ)

(۳) ایمان کے بعد بڑی نعمت نیک عورت ہے (حضرت عمر فاروقؓ)

(۴) سخت سے سخت دل کو ماں کی پرنم آنکھوں سے موم کیا جا سکتا ہے (علامہ اقبال)

(۵) دنیا کی سب سے حسین شے ماں اور صرف ماں ہے (محمد علی جوہر)

(۶) اس بات سے ہمیشہ ڈرو کہ ماں نفرت یا بددعا کے لئے ہاتھ اٹھائے (بو علی سینا)

جھوٹا نبی

خلیفہ مامون الرشید کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا مامون نے اسے پکڑ لیا اور کہا اگر تم سچے ہو تو کوئی معجزہ پیش کرو۔ وہ بولا فرمایئے کون سا معجزہ۔ مامون نے کہا حضرت ابراہیم کا معجزہ۔ ہم تمہیں آگ میں ڈالتے ہیں اگر سچے ہو تو اسے اپنے اوپر گلزار بنا لو۔ وہ بولا نہیں اس سے کوئی آسان معجزہ طلب کیجئے یہ تو بہت سخت ہے۔

مامون نے کہا۔ یدبیضا موسیٰ۔ انہوں نے اپنا عصا پھینکا اور وہ سانپ بن گیا تم بھی کر دکھاؤ۔ وہ کہنے لگا۔ یہ تو پہلے سے بھی مشکل ہے کوئی آسان معجزہ طلب کیجئے۔

مامون نے کہا۔ اچھا یہ ہاں عیسیٰ۔ وہ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ تم بھی ایسا کر دکھاؤ۔ اس پر وہ فوراً رضامند ہو گیا۔ اور وہ بولا ہاں یہ میں کر دکھاؤں گا۔ قاضی دربار خلیفہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

ان کی طرف دیکھ کر بولا یہ صاحب جو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں میں ابھی ان کی گردن مارتا ہوں جب ان کا سر جسم سے الگ ہو جائے گا اور یہ بالکل ٹھنڈے ہو جائیں گے تو فوراً زندہ کر دوں گا۔ یہ سن کر قاضی دربار نے کہا۔ جی سب سے پہلے تم پر ایمان لاتا ہوں۔ مامون ہنسنے لگا اور اس شخص کو ضبط سے چھوڑ دیا۔

توکل

یمن کے کچھ لوگ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تمہارا کیا پیشہ ہے انہوں نے کہا ہم کوئی کام نہیں کرتے توکل پر گذارہ ہے۔ حضرت فاروقؓ نے جواب دیا یوں کیوں نہیں کہتے کہ مفت خورے ہیں اپنا بوجھ دوسروں پر ڈال دیتے ہیں کماتے اور ہیں اور کھاتے ہم ہیں افسوس ایسے نکمے اور ناکارہ لوگ اپنے آپ کو متوکل کہیں۔ سنو تم کسی تعریف کے مستحق نہیں۔ توکل کرنا دہقان سے سیکھو۔ جو ہل چلاتا ہے دانہ ڈالتا ہے اور کھیت کو پانی دیتا ہے اور پھر اس قدر محنت و مشقت کے بعد اللہ پر توکل رکھتا ہے کہ خدا اس کی محنت کا پھل دے۔ یا توکل پیشہ وہ سوداگر ہے جو لاکھوں کا مال کشتی میں ڈال کر اسے موج خیز دریا کے سپرد کر دیتا ہے تاکہ مال تجارت دوسرے شہر میں بھیج کر سکے اور اسے نفع حاصل ہو۔

بھارت میں سکھوں کو منظم منصوبے کے تحت مٹایا جا رہا ہے

رپورٹ
ایس ایم مصطفےٰ لندن

خالصتان ایک خود مختار جمہوری مملکت ہوگی۔ خالصتان صرف سکھوں کا وطن نہیں ہوگا۔ بلکہ پوری دنیا میں غلامی کے بوجھ تلے دبے ہوئے لوگوں کا گھر ہوگا (۳) خالصتان میں کوئی شخص دوسرے کا استحصال نہیں کر سکے گا (۴) خالصتان ایک خالصتا سیکولر ریاست ہوگی اور اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا (۵) خالصتان میں کرپشن اور بے انصافی کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوگی (۶) خالصتان دنیا کے زرخیز علاقوں میں سے ایک ہوگا ... خالصتان دنیا کے ۸۰ ممالک سے بڑی ریاست ہوگی (۸) خالصتان کی آبادی دنیا کے چالیس ممالک کی آبادی سے زیادہ ہوگی (۹) خالصتان بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک بفر سٹیٹ کا کام دے گی اور ان دونوں ملکوں کے امن کی ضمانت ...

[illegible]

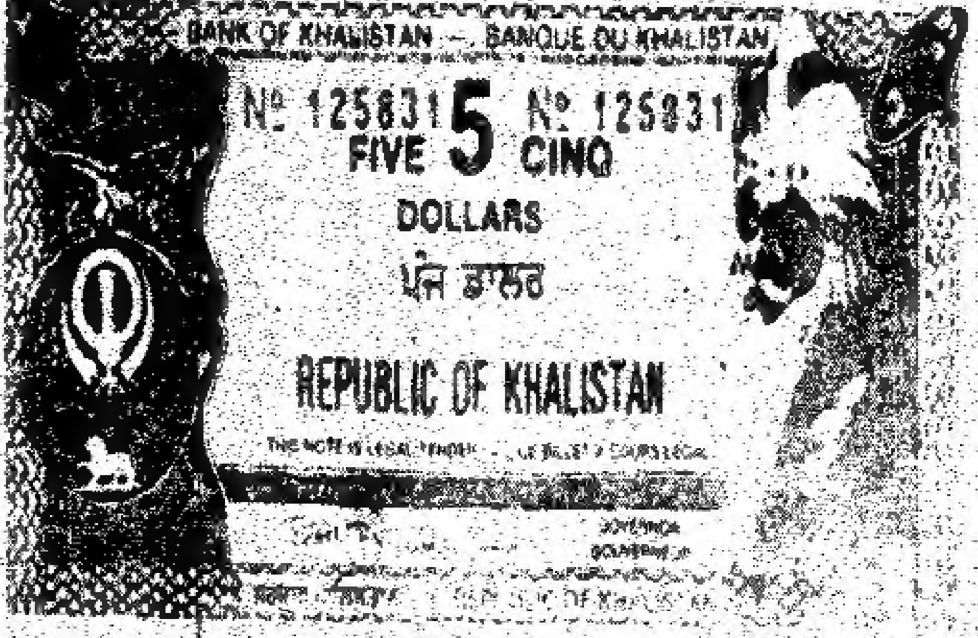

خالصتان کے پانچ ڈالر کے نوٹ کا عکس

- پنجاب کی دولت ہندو صوبوں میں صرف کی جا رہی ہے
- خام مال کی قیمت نیچی مصنوعات
- صنعتیں نہ لگانے کا ایک ناقابل فہم جواز

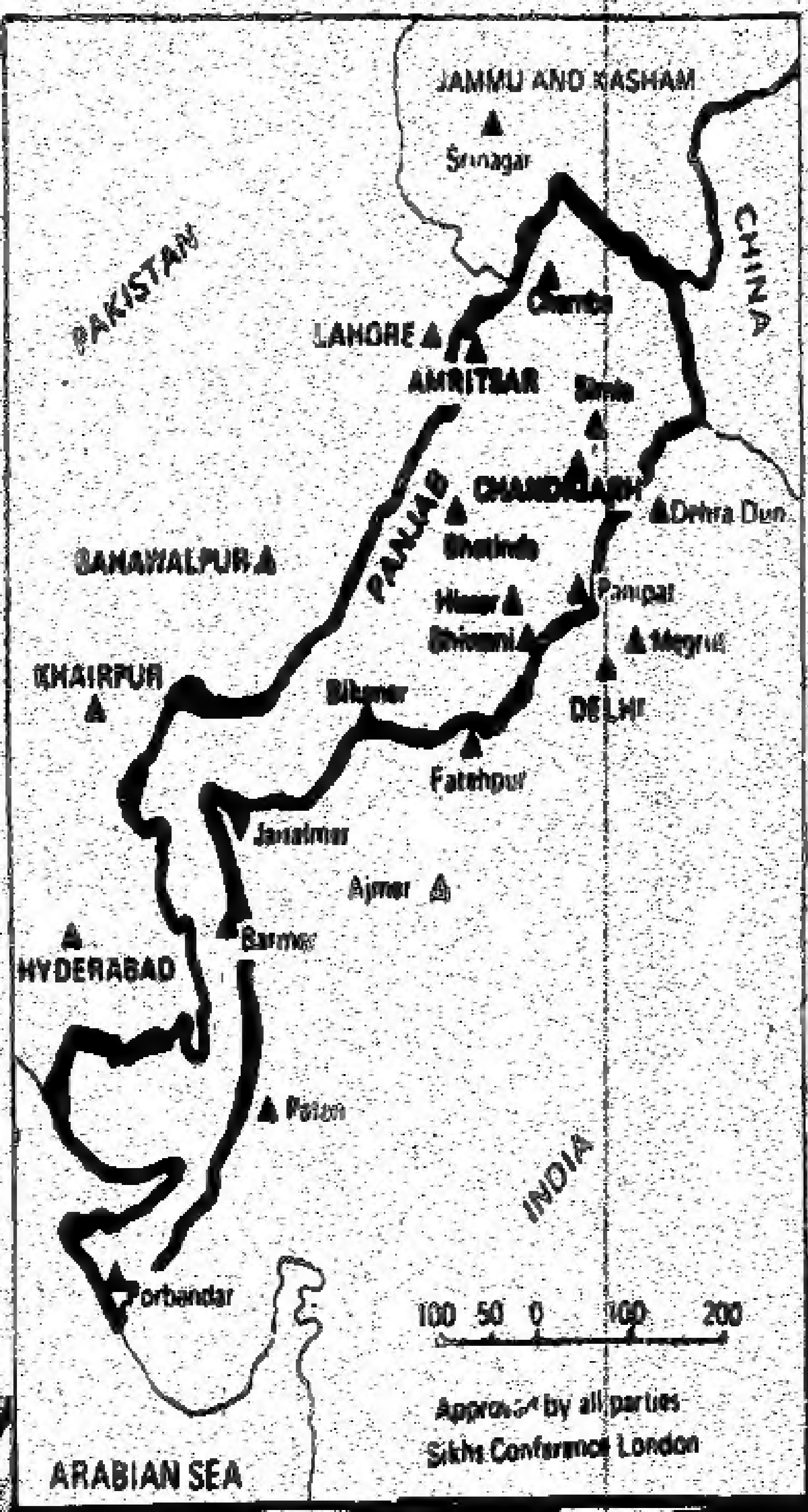

ایک لاکھ سے زائد سکھ جیلوں میں ہیں

بون (مغربی جرمنی) میں سکھوں کا مسز گاندھی کی پالیسیوں کے خلاف احتجاجی جلوس

ڈاکٹر جگجیت سنگھ لندن کے گوردوارے میں تقریر کر رہے ہیں۔

عورت:

- عورت ایک تصویر کی مانند ہے جو جاہل آدمی کے ہاتھ لگ جائے تو اپنی کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن صاحبِ دانش بیش قیمت خیال کرتے ہیں۔ نپولین
- چند ایک عورتیں جب رونا شروع کر دیں تو ان کے آنسو روکنے سے زیادہ آسان کام سمندر کے طوفان کے آگے بند باندھنا ہے۔ ملٹن

دال کی پلیٹ اور دو روٹیاں
قیمت ۵۰۰ ڈالر

یہ واقعہ امریکہ میں رہنے والے ایک پاکستانی محمد علیم اختر کے ساتھ پیش آیا انہوں نے یہ واقعہ ایک ریڈیو پروگرام میں سنایا ان کی زبانی سنئیے۔ میں امریکی شہر نیویارک میں ملازمت کرتا ہوں میری تنخواہ نو سو ڈالر یعنی پاکستان میں تقریباً دس ہزار روپے ہے۔ مجھے امریکہ آئے ہوئے چھ ماہ گزر گئے تو ایک دن مجھے اپنا ملکی کھانا دال روٹی بہت یاد آیا۔ چنانچہ میں نے اس کا ذائقہ سامنے ایک بڑے ہوٹل میں گیا۔ وہ امریکہ میں لوگ آٹے کی روٹی بہت کم کھاتے ہیں۔ بیرا آیا تو میں نے آرڈر دیا کہ ایک ماش کی دال کی پلیٹ اور دو روٹیاں لے آؤ۔ اس نے آرڈر بڑے غور سے سنا۔ مجھے وہاں بیٹھے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا مگر میری مطلوبہ چیز نہ آئی۔ میرے قریب سے وہی بیرا گزرا۔ میں نے اسے پکڑ کر پوچھا بھائی کیا بات ہے اس نے کہا کہ جناب آپ کے آرڈر کی تعمیل ہو رہی ہے مجھے آپ اتنی دیر بیٹھے رہیں۔

تقریباً دو گھنٹے بعد بیرا دال روٹی لے کر آیا میں اپنا دیسی کھانا دیکھ کر بہت خوش ہوا اور مزے سے دال روٹی کھانے لگا۔ فارغ ہو کر بیرے سے کہا کہ بل لے آؤ۔ بیرا بل لے کر آیا تو میں بے ہوش ہوتے ہوتے بچا اور ہوتا بھی کیوں نہ۔ بل تقریباً ۵۰۰ ڈالر یعنی پاکستان تقریباً ۵ ہزار روپے کا تھا۔ میں نے بیرے سے کہا کہ یہ کیا مذاق ہے اس نے جواب دیا جناب بل بالکل ٹھیک ہے میں غصے سے بھرا ہوا منیجر کے کمرے میں گیا اور بل کے متعلق وضاحت چاہی۔ اس نے مجھے کہا سر آپ بیٹھیں میں آپ کو تفصیل بتاؤں۔ آپ کو معلوم ہے کہ امریکہ میں آٹے کی روٹی کا رواج نہیں اور لوگ ڈبل روٹی، بن وغیرہ کھاتے ہیں اور چونکہ یہ ہمارے ہوٹل کا دستور ہے کہ ہم ہر گاہک کے آرڈر کی تعمیل کرتے ہیں اس لئے ہمیں اپنا سپیشل ہیلی کاپٹر بھیج کر آٹا منگوانا پڑا۔ سو ڈالر کا آٹا ملا۔ روٹیاں پکانے کیلئے ایک آدمی کو بلایا ۵۰ ڈالر اس نے لئے اس طرح ایک دوسری جگہ سے ۲۰ ڈالر کی ماش کی دال منگوائی اور ۲۰ ڈالر اس کے پکوانے کے دیے بقایا ہمارے ہیلی کاپٹر کا کرایہ اور ہوٹل کے چارجز ہیں ہم نے بل زیادہ تو نہیں لیا اور یوں یہ میری زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ بن گیا۔

سید بابر علی۔

محبت

- محبت انمول تحفہ ہے جس کا حصول بڑا مشکل ہے۔
- محبت کی نہیں جاتی بلکہ ہو جاتی ہے۔
- محبت کی آخر صرف شادی نہیں مرگ اور جدائی بھی ہے۔
- محبت میں وفا ہو تو رحمت جفا ہو زحمت۔
- محبت میں اگر ہجر نہ ہو وصل کی لو کیا معنی۔
- محبت انسان کو پستی سے بلندی اور بلندی سے پستی تک لے جاتی ہے۔
- محبت میں اگر برائی ہو تو محبت نہیں بلکہ گناہ ہے۔
- محبت صورت سے نہیں بلکہ سیرت سے ہونی چاہئیے۔
- محبت عورت سے نہیں، مرد، خدا، رسولؐ، ماں، باپ، بھائی، بہن، دوست آشنا سے بھی ہوتی ہے۔

مرسلہ: بابر لطیف

انمول موتی

- دنیا میں سب سے مہنگی چیز عزت ہے اور سب سے قیمتی چیز دوستی ہے۔
- اگر عورتیں اپنے شوہروں کی خوشنودی کے لئے کپڑے پہنیں تو پچھلے سال کے کپڑے آج بھی کارآمد ہوتے۔
- دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں بوؤ گے وہ آخرت میں کاٹو گے۔
- خدا تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو اپنا کے درجہ کا پرہیزگار ہے۔
- علم مال سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ علم تمہارا نگہبان بن جاتا ہے۔ اور مال کی حفاظت تمہیں کرنی پڑتی ہے۔

محمد رفیق قریشی

اعلیٰ سروس اور جدید سہولتوں سے مزین

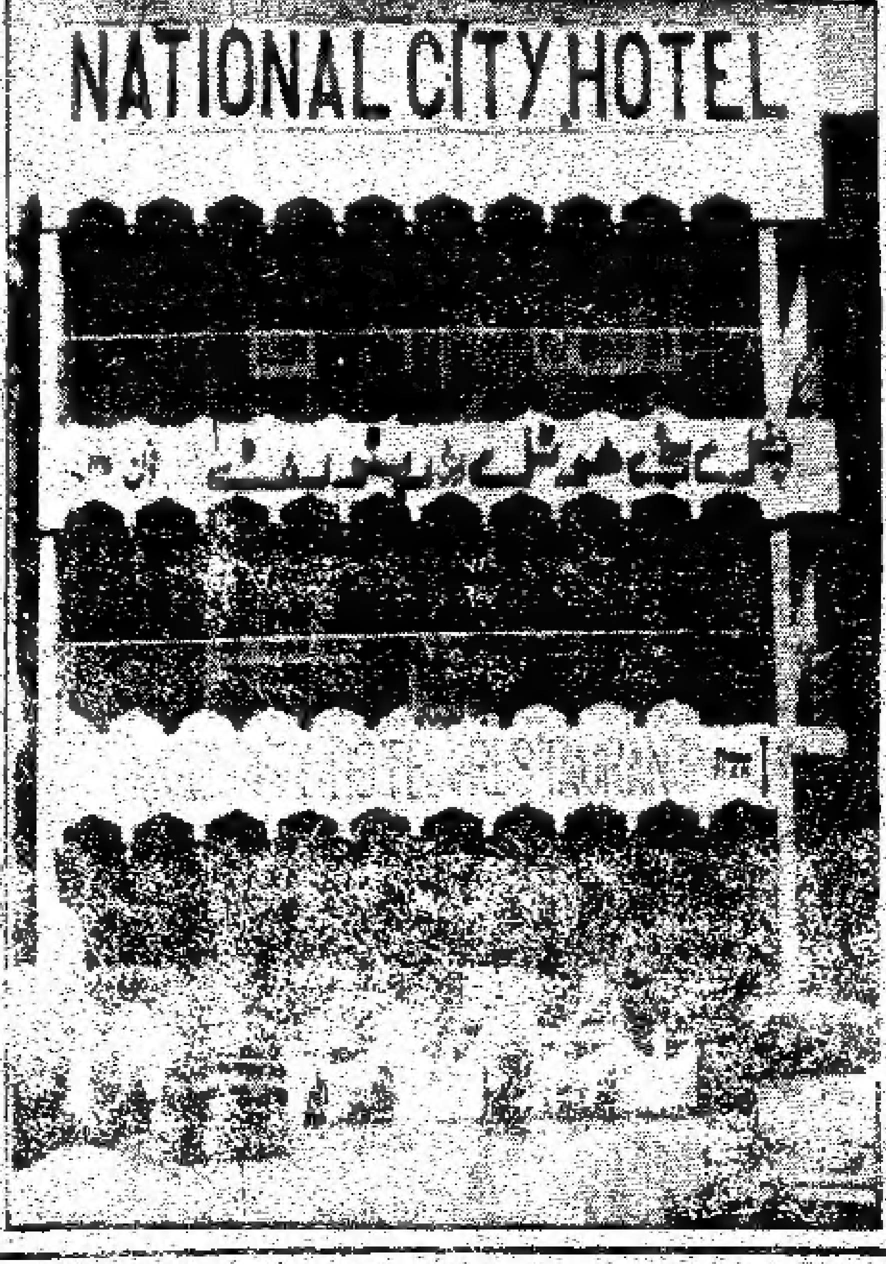

نیشنل سٹی ہوٹل
راولپنڈی
ایک قدم اور آگے

- وال ٹو وال کارپیٹ
- اٹیچڈ باتھ، ٹھنڈا گرم پانی
- رینٹ اے کار کی سہولت
- ایئرپورٹ سے ۱۰ منٹ کا فاصلہ
- لیاقت باغ کا خوبصورت اور پرکشش نظارہ

ڈبل بیڈ	۹۰ روپے
سنگل بیڈ	۶۰ روپے
ایکسائز ڈیوٹی	۱۵٪

پروپرائیٹر: چوہدری اعظم جان
جنرل مینیجر: جمیل اختر مینیجر: شاہ محمود
چوک لیاقت باغ، مری روڈ، راولپنڈی
فون نمبر: 71411

وادیٔ پوٹھوہار میں ایک خوبصورت بستی کا قیام

شالیمار ماڈل ٹاؤن

راولپنڈی میں واحد عظیم الشان رہائشی منصوبہ

جو ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب، پاکستان، سے بذریعہ لیٹر نمبر DG/H&PP/TPS/1072 بتاریخ 29 اکتوبر سنہ 1981ء منظور ہے

پلاٹ کی بکنگ و مزید معلومات کے لئے

یونین اسٹیٹ فیلڈ
(حکومت پنجاب (پاکستان) سے باضابطہ منظور شدہ)
بالمقابل ٹالیاں شاہاں مری روڈ راولپنڈی
فون: 74109 — 73731
نوٹ: شالیمار ماڈل ٹاؤن میں پلاٹس کے خریدار حضرات سے کمیشن کی رقم نہیں لی جائے گی۔

UNION ESTATE FIELD
Registered by the Government of Punjab (Pakistan)
ESTATE BROKERS - COLONY ORGANISER
INVESTMENT CONSULTANT
Opp. TALIAN SHAHAN
MURREE ROAD
RAWALPINDI

شمالی امریکہ میں ہمارے ایجنٹ سے رابطہ قائم کیجئے
فون نمبر (416) 654-6699

VISIT US FOR best quality
INDIAN GROCERIES, FRESH VEGETABLES, NUTS, SPICES ETC.

Pirri's Dixieland Market

1108 PHARMACY AVE. (AT LAWRENCE) SCARBOROUGH

PHONE: 759-0473

ONTARIO 83 JUN

GET YOUR NEW LICENCE PLATE STICKER EARLY

یہی وہ وقت ہے جب آپ اپنی گاڑی کا تجدید شدہ اسٹکر حاصل کرتے ہیں۔ نئے طریقہ کار کے تحت دیر سے آنے والوں کو پہلے سے زیادہ لمبی قطار کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اس سلسلے میں آپ کو ایک درخواست فارم جو کہ لائسنس جاری کرنے والے ہر دفتر سے مل سکتا ہے، گاڑی کے انشورنس کا ثبوت، حقوق ملکیت کا پرمٹ اور درکار شدہ فیس کی ضرورت پڑے گی۔ فیس ۴ ڈالر فی ماہ ہے جس کا انحصار آپ کی تاریخ پیدائش کے مہینہ پر ہے۔ تفصیل کیلئے ذیل کا چارٹ ملاحظہ فرمائیے۔

آپ اپنے علاقہ کے کسی بھی لائسنس جاری کرنے والے دفتر سے اسٹکر تجدید کرا سکتے ہیں۔ اسٹکر کو حاصل کرنے کے بعد یقین کر لیں کہ یہ اس مہینہ سے متعلق ہے جس ماہ میں آپ پیدا ہوئے۔

یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ تجدید شدہ اسٹکر ۲۸ فروری تک حاصل کر لیں۔ تمام مسافر گاڑیوں پر اسٹکر گاڑی کی پچھلی پلیٹ کے سیدھے ہاتھ اوپر کی جانب لگے گا۔ اور تمام کمرشل گاڑیوں پر آگے کی پلیٹ پر سیدھے ہاتھ اوپر کونے پر لگے گا۔ اگر آپ اپنی گاڑی فروخت کریں تو پلیٹ نکال لیں اور اس پلیٹ کو اس گاڑی پر لگا دیں جسے آپ خریدیں۔

Ministry of Transportation and Communications
Ontario
Hon. James Snow, Minister — Harold Gilbert, Deputy Minister

Here are the passenger car fees for 1983

If your Birthday is in.	Jun	Jul	Aug	Sep	Oct	Nov	Dec	Jan	Feb	Mar	Apr	May
Your fee is.	$24	28	32	36	40	44	48	52	56	60	64	68
This will cover you for.	6 MTHS	7 MTHS	8 MTHS	9 MTHS	10 MTHS	11 MTHS	12 MTHS	13 MTHS	14 MTHS	15 MTHS	16 MTHS	17 MTHS
Your licence plate is valid until.	Jun 83	Jul 83	Aug 83	Sep 83	Oct 83	Nov 83	Dec 83	Jan 84	Feb 84	Mar 84	Apr 84	May 84

*Northern residents pay half of these fees.

ANNUAL FEE $48.00

قرآن کی بے ادبی کا نتیجہ

غزل

ایک اشک ڈھلوان کی طرح ٹوٹ جائے گا

دھڑکن کا ساتھ چھوڑ کے شاید سکوں ملے

زندہ رہے تو زخم جگر پھوٹ جائے گا

اس درد لازوال کو رکھنا سنبھال کے

دنیا بڑی عجیب ہے کوئی لوٹ جائے گا

اسلامی سربراہان مملکت کی اپیلوں کے باوجود اسلامی کانفرنس کے چیئرمین کو پھانسی دیدی گئی

اسلامی معاشرہ امیر کو امیر اور غریب کو غریب بنانے کی حوصلہ افزائی نہیں کر سکتا

اصغر خان کی کتاب "دی جنرلز ان پالیٹکس" سے اقتباسات

میں صحیح کردار ہے ہیں۔ اور اس طبقہ کے لیے ایوب خان کا دور دوبارہ واپس لایا جا رہا ہے جسے وہ سنہری دور کہا کرتا تھا۔ اپنی اس کتاب میں ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان نے سابق وزیر اعظم بھٹو مرحوم کو ملک کا منتخب وزیر اعظم قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس قسم کی مثال پہلے کبھی نہیں ملی کہ مسلمان ممالک کے سربراہان کی اپیل کے باوجود اسلامی کانفرنس کے چیئرمین کو پھانسی دے دی گئی ہو۔ موجودہ ملکی صورتحال کے بارے میں ایئر مارشل اصغر خان نے کہا کہ ۷۷-۱۹۷۶ میں ملک کے غیر پیداواری اخراجات ۹ ارب ۰۰ کروڑ روپے تھے۔ ۸۲-۱۹۸۱ میں بڑھ کر ۲۵ ارب روپے ہو چکے ہیں۔ اور جس طرح مارشل لاء حکام قانون سے بالاتر ہیں۔ اسی طرح پولیس بھی قانون سے بالاتر ہو گئی ہے۔ اس لیے رشوت اور بدعنوانی بڑھ گئی۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ خرابیاں اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتیں جب تک ملک کی اقتصادی اور سماجی حالت کو درست نہ کیا جائے انہوں نے کہا کہ مارشل لاء حکام نے جب روزمرہ ضروریات کی اشیاء کی قیمتیں مقرر کیں [illegible]

بحال کرے گی۔ لیکن دوسری طرف اسلام کے نام پر آزاد نظام اور افراد، نظام و قوانین کے لیے جمہوریت سے محروم کر دیا گیا ہے [illegible]

[illegible]

جب آنکھ کھلی دیکھا۔۔۔۔

[illegible]

SCARBORO

BIG HOMES

1270 SQUARE FEET

from $68,900 TO QUALIFIED PURCHASERS

Full price from $76,900 less $5000 Prov. Repayable Loan Less $3000 Govt Grant. Your Price $68,900

ONLY 23 DAYS LEFT FOR YOUR "FREE LOAN"

10½% MORTGAGES

Model 416 – $81,500 to qualified purchasers

FULLY DETACHED

AND CLOSE TO SHOPPING SCHOOLS CHURCHES & TTC

CARRIES $518 P & I MONTHLY

OPEN MON.-FRI. 10 A.M.-8 P.M. WEEKENDS 11 A.M.-6 P.M.

D'ARRIGO CONSTRUCTION CO. LTD.

"QUALITY BUILDERS FOR 35 YEARS"

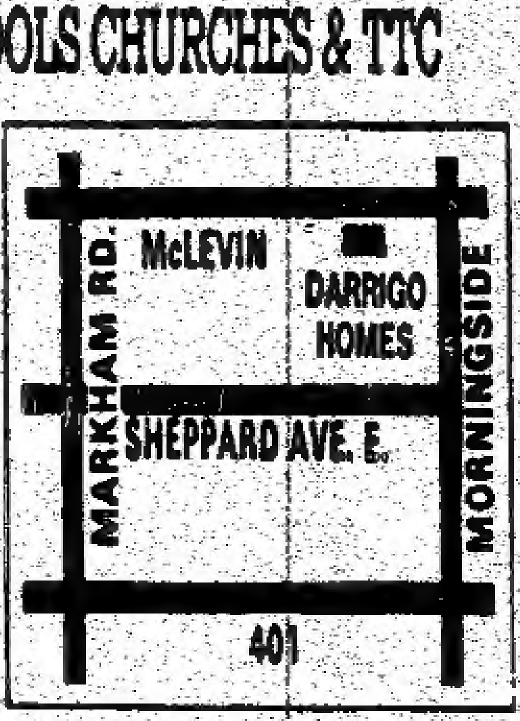

آپ کے مسائل کا حل

اچھا مکان — اچھی زندگی

اپنا مکان — سکھی زندگی

خوبصورت مکان — مکمل زندگی

اب تک بہت سے ہندو پاکستانی اس علاقے میں آباد ہو چکے ہیں

D'ARRIGO CONST. CO. LTD.